رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

(یعنی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ریویو آف ریلیجنز

اُردو رسالہ

ایڈیٹر۔ قاضی محمد ظہور الدین اکمل

نمبر ۲ | فروری ۱۹۲۷ء | شعبان ۱۳۴۵ھ | جلد ۲۶

فہرست مضامین

شذرات (متعلق عیسائیت)	۴۱–۴۷	مولانا اللہ دتا صاحب فاضل جالندھری
دانشمند مشرق مغرب میں نمبر ۱۱	۴۷–۵۵	شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی
موجودہ بائیبل محرّف ہے	۵۵–۶۰	ملک فضل حسین صاحب احمدی مہاجر
لباس کا اثر انسان کی صحت اور اخلاق پر	۶۱–۶۶	ڈاکٹر شاہ نواز خانصاحب اسسٹنٹ سرجن چوہدری
اسوۂ سید الانام بجواب محمد صاحب از روئے اسلام	۶۷–۷۱	مولانا محمد یعقوب صاحب
ہندوستان میں مذہب اسلام کیونکر پھیلا	۷۱–۷۲	ماخوذ
حضرت خلیفۃ المسیح کی چٹھی بنام حضور وائسرائے ہند	۷۳–۷۷	ترجمہ مسلم آؤٹ لک
امام ابو حنیفہؒ اور رسالہ فقہ اکبر	۷۷–۸۰	مولانا تاج الدین صاحب مولوی فاضل از گھٹیالیاں

مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں منشی عبد الرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپ کر قادیان سے شائع کیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وی پی ہو چکے

یہ رسالہ ان خریداران ریویو کے نام وی پی کیا گیا ہے۔ جن کا چندہ ماہ دسمبر ۱۹۲۶ء یا اس سے پہلے ختم ہوتا ہے وہ وصول فرما کر ہمیں شکریہ کا موقعہ دینگے۔ جب تک کچھ سرمایہ جمع نہ ہو کام نہیں چل سکتا اس لئے ضروری ہے کہ سب صاحبان ۱۹۲۷ء کی قیمت پیشگی جمع کرا دیں۔ اور وہ دوست بھی اپنا فرض شناخت کریں جنہوں نے تاحال ۱۹۲۶ء کی قیمت بھی نہیں دی بجائیکہ ان کو سال میں تین مرتبہ وی پی کیئے گئے ایسے احباب نے نہ صرف ہمیں سال بھر چندہ ہی نہ دیا بلکہ ۱۲ر کے قریب اندوی پی کا خرچ کرا دیا۔

ہم اپنی طرف سے کوئی دقیقہ خدمت میں فروگذاشت نہیں کرتے وقت پر رسالہ نکالتے ہیں چنانچہ گذشتہ ۴ سال سے ایک مرتبہ بھی ایسا نہیں ہوا کہ پانچ تاریخ کو رسالہ قادیان سے روانہ نہ ہو گیا ہو۔ پھر مضامین کے لئے بھی جہاں تک ہو سکتا ہے کوشش کی جاتی ہے کہ اعلیٰ سے اعلیٰ اور مفید سے مفید جامع ہوں۔ پس میں نہیں سمجھتا کہ کیوں ریویو اردو کو اس کا کم از کم حق تین روپے سالانہ قیمت بھی نہ دی جائے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آیندہ مجھے شکایت کا موقعہ نہ دیا جائے گا۔

پھر میں معزز احباب سلسلہ احمدیہ سے یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ریویو اردو کی توسیع اشاعت میں کوشاں ہوں اسکو کم از کم اتنے خریدار تو مہیّا کر دیئے جائیں جس سے وہ اپنا خرچ آپ چلا سکے میں مدّت سے عرض کر رہا ہوں مگر نتیجہ ہنوز "صفر" ہے۔ پانسو خریدار ریویو اردو کے مہیّا کر لینا کوئی بڑی بات نہیں۔ ذرا توجّہ و ہمت کی ضرورت ہے ؛

نقشہ اُجرت اشتہار

ریویو آف ریلیجنز اُردو گیٹی لاکھ کی احمدی جماعت کا واحد ماہوار رسالہ ہے اور اسکو نہایت ذوق شوق سے پڑھا جاتا ہے اور پھر اسکے فائل مجلد محفوظ رکھے جاتے ہیں۔ اشتہار دینے والوں کے لئے بہترین موقعہ ہے۔ ضمیمہ ۲ صفحے ۱۲ر سینکڑہ کے حساب سے تقسیم ہوگا۔ اور اُجرت حسب ذیل ہے :-

سالانہ	ایک صفحہ	۴۰ روپے	نصف صفحہ	۲۲ روپے
چھ ماہ	"	۲۲ روپے	"	۱۲ روپے
تین ماہ	"	۱۲ روپے	"	۷ روپے

فی اشاعت ایک صفحہ ۴½ روپے نصف صفحہ ۲½ روپے فی سطر ۴ر

مینجر ریویو آف ریلیجنز۔ اُردو قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

شذرات

عہد ابراہیمی اور عیسائی

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا تعالیٰ کی کامل فرمانبرداری کی۔ تب خدا تعالیٰ نے فرمایا:۔

"میں اپنے اور تیرے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان انکے پُشت در پُشت کے لئے اپنا عہد جو ہمیشہ کا عہد ہو کرتا ہوں کہ میں تیرا اور تیرے بعد تیری نسل کا خدا ہونگا" (پیدائش ۱۷/۷)

نسل ابراہیم کے لئے اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا۔ کہ میں ان کا خدا ہوں گا اور وہ میرے مقرب بندے۔ بشرطیکہ وہ عہد کی نگہداشت رکھیں۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا عیسائی لوگ ابراہیمی وعدوں کے وارث ہو سکتے ہیں؟ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہرگز نہیں۔ کیونکہ انہوں نے خدا کے "عہد ابدی" کو توڑ دیا۔ اور اس کو نہایت حقارت کی نظر سے دیکھا۔ ابراہیمی وعدوں سے حصہ پانیوالوں کی کیا علامت ہے؟ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:۔

"تو اور تیرے بعد تیری نسل پشت در پشت میرے عہد کو نگاہ رکھیں۔ اور میرا عہد جو میرے اور تمہارے درمیان اور تیرے بعد تیری نسل کے درمیان ہے جسے تم یاد رکھو سو یہ ہے۔ کہ تم میں سے ہر ایک فرزند نرینہ کا ختنہ کیا جائے۔ اور تم اپنے بدن کی کھلڑی کا ختنہ کرو۔ اور یہ اس عہد کا نشان ہوگا جو میرے اور تمہارے درمیان ہے۔ تمہاری پُشت در پشت ہر لڑکے کا جب وہ آٹھ روز کا ہو ختنہ کیا جائیگا۔ کیا گھر کا پیدا ہُوا کیا پردیسی سے خریدا ہُوا۔ جو تیری نسل کا نہیں۔ لازم ہے۔ کہ تیرے خانہ زاد اور تیرے زرخرید کا ختنہ کیا جائے اور میرا عہد تمہارے جسموں میں عہد ابدی ہوگا اور وہ فرزند نرینہ جس کا ختنہ نہیں ہُوا وہی شخص اپنے لوگوں میں سے کٹ جائے کہ اس نے میرا عہد توڑا" (پیدائش ۱۷/۹-۱۴)

اناجیل میں بھی اس وعدہ کا ذکر ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"اور اس (ابراہام) کو ختنے کا عہد دیا" (اعمال ۷/۸) "موسیٰ نے تمہیں ختنے کا حکم دیا۔ یہ نہیں کہ وہ گویا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ثانیہ کو مقدر فرمایا تھا۔ تاکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جلال اور شان نمایاں ہو۔ اور آپ کی قوت قدسی اور اعجازی تاثیرات کا پایہ بلند ہو۔ چنانچہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مظہر جمالی کی پیشگوئی مہدی کے رنگ میں فرمائی اور چونکہ آمد و بعثت کا زمانہ غلبہ صلیب کے وقت مقدر تھا اسلئے کاسر الصلیب قرار دیکر مسیح کے نام سے آنیوالا ٹھیرایا۔ اسکی بعثت کے زمانہ سے جو پیشگوئیاں وابستہ تھیں وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے وقت پوری ہوگئیں اور یہ ایک اتفاقی امر نہ ہوسکتا تھا کہ وہ پیشگوئیاں جو مختلف حالات اور کوائف کی جامع تھیں ایک ہی وقت پوری ہوجائیں اور وہ مدعی بھی موجود ہوجاوے غرض حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے وحی پاکر اپنے آپ کو ان بشارتوں کا مصداق قرار دیا اور خدا تعالیٰ نے اس کی تائیدات سماوی اور ارضی آیات سے فرمائی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے وحی پاکر آفاق میں اسلام کے پھیلنے کی بشارت دی۔

اور ایسے وقت اور حالات میں یہ بشارتیں دیں کہ کسی شخص کے وہم میں بھی نہیں آسکتا تھا براہین احمدیہ کی چوتھی جلد میں وہ بشارات موجود ہیں۔ اسوقت کوئی آپکو جانتا بھی نہ تھا اور آپ انگریزی زبان سے بھی واقف نہ تھے۔ مگر انگریزی زبان میں الہامات کا ہونا اور ایک جماعت کثیرہ کا آپ کو دئیے جانے کی بشارت ملنا معمولی امر نہیں ہے۔ وہی بشارات دنیا کے آئندہ مذہب اسلام ہونے کی روح ہیں۔ اور ان پر ایک بصیرت افزا ایمان رکھکر ہم پورے شعور اور یقین کے ساتھ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ **آئندہ مذہب اسلام کے سوا ہو نہیں سکتا۔**

پھر قدرت خداوندی کا یہ تماشا دیکھو کہ جس طرح پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق بشارات اور پیشگوئیوں کو مجموعی طور پر آپ کی بعثت کے وقت پورا کردیا اسی طرح اس بشارت کے پورا ہونے کے سامان اور اسباب پیدا کردیئے۔

مجھے وہ الفاظ کبھی نہیں بھولتے اور کبھی نہیں بھولینگے جو انجمن حمایت اسلام لاہور کے غالباً ۱۸۹۲ء کے سالانہ جلسہ پر ڈپٹی نذیر احمدؒ صاحب نے اپنے لیکچر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کا ضمناً ذکر کرتے ہوئے کہے تھے کہ:۔

"اس زمانہ میں اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے تو آپ کو بھی اپنی نبوت منوانی مشکل ہوجاتی تو مرزا غلام احمد صاحب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی نبوت کو کوئی مان سکتا ہے"

کہ ڈپٹی نذیر احمد صاحب کو اس زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ کا منوانا مشکل معلوم ہوتا تھا اور وہ سچے تھے علیگڈھ کی تعلیم کے اثرات نے مسلمانوں میں خیالات کی جو رَو پیدا کی تھی وہ مذہب سے گونہ بیدلی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیدا کرتی تھی۔ مگر آج واقعات بتا رہے ہیں کہ احمدؑ نے اپنے وجود میں نبوۃ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کو ایک قوت کے ساتھ منوا دیا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوۃ کے روزانہ زبردست شواہد پیدا ہو رہے ہیں۔ اور وقت آتا ہے کہ مغربی قومیں نیازمندی کے ساتھ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غلام اور کفش بردار ہونے پر فخر کرینگی۔

مَیں نے ابھی کہا ہے کہ جس طرح پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت پیشگوئیاں پوری ہو گئیں اب نشر اسلام کے متعلق بشارات کے لئے اسباب اور حالات کو خدا تعالیٰ نے پیدا کر دیا۔

غور سے یورپ کی حالت پر نظر کرو کہ جنگ عظیم نے اس میں کسقدر تغیر پیدا کر دیا ہے اور حالات میں کس قسم کی تبدیلیاں پیدا کیں۔ پہلا اثر تو یہ ہُوا کہ مذہب عیسویت سے عملی بیزاری پیدا ہوئی۔ وہ مذہب جسکو مذہب محبت کہا جاتا تھا اور جسکی خوشنما تعلیم ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دینے کی ہدایت کرتی تھی ناقابل عمل سمجھا گیا۔ اور تسلیم کر لیا گیا کہ اس تعلیم میں قوت عملی نہیں۔

یہی نہیں کہ اخلاق۔ ایمانیات و روحانیات کے لئے اس میں کچھ نہیں ملتا بلکہ عملی سیاست کیلئے بھی کوئی قانون اور ہدایت اس میں موجود نہیں۔ جنگ عظیم نے علمی اکتشافات و ایجادات کا ایک سیلاب پیدا کر دیا اور ان علوم کی روشنی میں عیسائی مذہب کی حقیقت نمایاں ہو گئی۔ اور انسان کو خدا بنانے کے عقیدہ نے یہاں تک بے دینی پیدا کر دی کہ خدا تعالیٰ کی ہستی ہی کا انکار کر دیا گیا۔ اور ایسی لہر جاری ہوئی کہ مذہب کے لئے پرانی لوح بالکل صاف ہو گئی۔ اور اب پر نئے نقوش کے لئے موقعہ نکل آیا۔ اعتقادی رنگ میں تو جنگ عظیم کا یہ اثر ہُوا۔ دوسری طرف سوشل اور مارل حالات میں تغیر عظیم برپا ہُوا۔ عورتوں کی کثرت اور جنسی تعلقات کی بے اعتدالی نے اب قوم کے سربرآوردہ اور سمجھدار لوگوں کو مجبور کر دیا ہے کہ وہ اصلاح حالات کے لئے ہر ممکن تجویز کریں۔

عورتوں کی آزادی اور کثرت نے طلاق کے قانون میں مشکلات پیدا کر دی ہیں اور اب باقاعدہ ایک سوسائٹی بن گئی ہے جس کا نام Divorce law reform union یعنی انجمن اصلاح طلاق ہے اسکی طرف سے ایک اخبار نکلنا شروع ہُوا ہے اور وہ باقاعدہ جدوجہد کر رہے ہیں کہ طلاق کے قانون کی اصلاح کی جاوے۔ اس تحریک کا نتیجہ جانتے ہو کیا ہو گا اس کا نتیجہ یقیناً ایک اور ایک ہی ہے کہ اسلامی قانون طلاق ایک یا دوسری صورت میں ماخذ ہو جاوے اس سوسائٹی کے کام میں شرکت اور اسکے کارکنوں کی اعانت یقیناً اسلام کی تبلیغ کا ایک زبردست پہلو ہے۔ یہ حالات ہم نے پیدا نہیں کیئے اور اتفاقی طور پر پیدا نہیں ہو گئے بلکہ یہ ایک نظام کو ظاہر کرتے ہیں جو خدا تعالیٰ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی مشیت نے اسلام کی اشاعت کے لئے چاہا ہے۔

اس تحریک کے ساتھ لازمی طور پر اسلامی قانون نکاح اور تعلیم معاشرت کے تمام پہلو واضح ہو جائینگے اور اس قوم کو ہدایت کی طرف لانے کا موجب ہونگے انشاء اللہ العزیز

یہ ایک پہلو ہے اب ایک اور مشکل پیدا ہوئی ہے اور اسکے متعلق بھی بحث شروع ہو گئی ہے اور وہ قانون کے موافق ایک شخص کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے تمام رشتہ داروں کو کسی ایک یا دوسری وجہ سے یا بلاوجہ محروم الارث کر دے اور اسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بعض اوقات ایک آسودہ حال اور فارغ البال خاندان بالکل تباہ ہو جاتا ہے اس تباہی نے ایک احساس پیدا کیا ہے اور وہ احساس اب صدائے احتجاج بنکر اخبارات میں بلند ہوا ہے۔

ابھی جبکہ میں یہ مضمون لکھ رہا تھا میں نے یہاں کے ایک مشہور اخبار ڈیلی ایکسپریس میں ایک پادری کی چٹھی پڑھی ہے جو قانون وراثت کی ترمیم پر زور دیتا ہے اور ڈیلی ایکسپریس اسے بڑے جلی عنوان سے شائع کرتا ہے۔ اسی طرح ڈیلی میل میں بھی اسپر مراسلات اور ایڈیٹوریل نکل رہے ہیں۔ کیونکہ ایک نہیں متعدد مثالیں اس قسم کی پیدا ہوئی ہیں کہ ورثاء کو محروم کر دیا گیا اور تمام جائداد کو محض ورثاء کے محروم کرنے کے لئے خیراتی اغراض میں دیدیا اور جب اس قسم کے اوقاف کے معتمدین کے پاس وہ جائداد آگئی تو انہوں نے ورثاء کے ساتھ کسی بھی قسم کے سلوک کو اپنے فرائض منصبی سے بالاتر یا برخلاف بتایا۔ اخبارات میں جو آواز اسکے خلاف اُٹھائی جارہی ہے وہ بڑی بڑی سنسنی خیز سُرخیوں اور عنوانوں کے ماتحت ہے مثلاً

ظالمانہ وصایا۔ محروم الارث بیوہ۔ محروم الارث خاندان۔ اصلاح قانون کی ضرورت۔

ڈیلی میل لکھتا ہے کہ ریورنڈ ڈبلیو۔ جی مرفن نے ڈیلی میل کے ایک مراسلہ میں جس بحث کا آغاز کیا ہے اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ قانون انگلستان میں (مسئلہ توریث کے متعلق) ترمیم ہو جائے گی۔

یہ دقت کولونیز میں بھی پیدا ہوئی تھی مگر وہاں قانون میں ترمیم ہو گئی ہے اور اس قسم کی وصایا کو عدالت اعملی ترمیم کر سکتی ہے۔ کیا یہ بالکل قرآن کریم کی تعلیم نہیں؟

فمن خاف من موص جنفا او اثما فاصلح بینھم

یعنی اگر موصی کی وصیت میں غلطی یا گناہ کا احتمال اور اندیشہ ہو تو اصلاح کر دی جاوے یہ غلطی اور گناہ اسی قسم کا ہو سکتا ہے کہ ورثاء کو محروم کر دیا جاوے۔ سب سے عجیب بات جو اب پیدا ہو رہی ہے اور جس کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے وہ یہ ہے کہ موصی ثلث سے زیادہ وصیت خیراتی اغراض کے لئے نہ کرے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ ایک مثال ہے قانون وراثت کی مشکلات کی اس مسئلہ کا حل بھی اسلام کے قانون توریث کے سوا نہیں ملیگا۔ یہ ایک آواز ہے جو پیدا ہوئی ہے اور وہ اس ملک کے فضا میں ایک گونج پیدا کریگی جہاں کوئی آواز صدا بہ صحرا ثابت نہیں ہوتی ہے بلکہ وہ ایک گونج پیدا کرتی ہے۔

کیا اسوقت ضرورت نہیں کہ قانون توریث اسلام کا فلسفہ نہایت معقول رنگ میں پیش کیا جاوے اور یہاں کے قانون وراثت پر عالمانہ تنقید کی جاوے۔ اگر ہماری جماعت کے قانون دان لوگ جنکو خدا تعالیٰ نے دماغ اور قلم دیا ہے حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے ہدایت پاکر آپکی رہنمائی میں اسپر خامہ فرسائی کریں تو یقیناً انگلستان میں اگر ہزاروں نہیں تو صدہا ایسے لوگ پیدا ہو جائینگے جو اسکی تائید کے لئے کھڑے ہو جائیں۔

غرض اس طرح پر حالات پیدا ہو رہے ہیں کہ یہ لوگ اسلام کے قریب نہیں اسلام میں داخل ہو جائیں اور اسلام کی خوبیاں انپر منکشف اور واضح کیجا سکیں۔ یہ دو ۲ مثالیں ہیں۔ اور متعدد امور ہیں جو اسوقت ایک بہترین فضا پیدا کرہے ہیں۔ میری ہفتہ وار چٹھیوں میں بعض اعتقادی مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے کہ کس طرح پر سائینس اسلامی معتقدات کی تصدیق کر رہی ہے۔ اور اگر ہم اسکو قوت اور خوبی کے ساتھ بیان کر سکیں تو بہترین نتائج کے جلد نکل آنیکی توقع پر ہمیں یقین ہو سکتا ہے میرے خیال میں یہ ناپاکی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انفاس طیبہ کی برکات کو اپنی طرف منسوب کر لیا جاوے یہ کسی تبلیغ یا تحریک کا نتیجہ نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انفاس طیبہ کی برکت ہے اور فرشتے اسے خود اندر ہی اندر پہنچا رہے ہیں الغرض یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق مسیح موعود علیہ السلام کے انفاس میں جو قوت اور برکت رکھی گئی ہے اسکے اثرات ہیں کہ عیسائی مذہب پر خود بخود ایک موت وارد ہو رہی ہے اور اسباب اسکے خلاف پیدا ہو رہے ہیں اور خود انکے گھر میں۔

اسلئے میں جب چرچ کانگرس کی رپورٹوں اور اس میں بڑے بڑے بشپوں کے لیکچروں کو پڑھتا ہوں تو

اللّٰھم صل علی محمد و علیٰ آل محمد و بارک وسلم

پڑھتا ہوں اور حضرت مسیح موعودؑ پر درود بھیجتا ہوں۔ یہ تو ایک جملہ معترضہ تھا حقیقت یہ ہے کہ خود انکے اندر حالات اب ایسے پیدا ہو گئے ہیں کہ آفتاب اسلام کی ضیاباری کا وقت آ گیا ہے مگر اس اشاعت و تبلیغ کے کام میں کچھ مشکلات ہیں۔

(ایک معتد بہ حصہ مضمون کا جو اپنوں کی طرف سے مشکلات کا تھا حذف کر دیا گیا) غیروں کی طرف سے جو مشکلات پیدا کی جارہی ہیں وہ تو ظاہر ہیں۔ عیسائی مشنوں اور آرگنیزیشنوں کو یورپ کے قلب میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اشاعت اسلام کبھی پسند نہیں کر سکتی۔ وہ اپنے ملک کو عیسائی نہیں رکھ سکتے مگر وہ انکا بے دین ہونا خدا تعالیٰ کا منکر رہنا عیسویت پر ٹھٹھے مارنا عملاً دیکھ سکتے ہیں لیکن یہ انکو ناگوار ہے کہ اسلام یہاں پھیل جاوے۔ پھر وہ دوسرے مسلمانوں کی اشاعت اسلام کو کسی مخالفانہ نظر سے نہیں دیکھتے جسقدر احمدیت کو اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ یقین رکھتے ہیں کہ یہی قوم آج اسلام کی علم بردار ہے۔

یہ حقیقت اس طرح پر آشکارا نہیں ہوتی مگر جب انکی کانفرنسوں اور انکے خاص اخبارات اور رسالجات کو پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ احمدیت کی اشاعت کو صبر سے نہیں دیکھ سکتے۔ اور احمدیت کی سرگرمیوں پر مضامین لکھ کر اپنی قوم کو توجہ دلا رہے ہیں۔ انکی مخالفت کا طریق بالکل الگ مستقل اور گہرا ہے۔ میں یہ تو بصیرت سے کہتا ہوں کہ یہ کوششیں ناکام رہ جائینگی۔ اور اسلام ضرور پھیل کر رہیگا لیکن محض یہ بصیرت اور یہ ایمان کام نہیں دے سکتا جب تک کامیابی کے لئے پورے اسباب سے کام نہ لیا جاوے۔

ان مشکلات کے درمیان شعاع امید جسکا میں ذکر کر چکا ہوں موجود ہے اور وہ یہ کہ خدا تعالیٰ کے وعدے ہیں اور پھر اس نے حالات کو ایسے طور پر تبدیل کر دیا ہے کہ ملک اصلاح کی ضرورت سمجھتا ہے۔ اخلاقی حیثیت سے ایسی جماعتیں پیدا ہو رہی ہیں جو عورتوں اور مردوں کے تعلقات اور انکے خلا ملا کی افراط کو ناپسند کرتی ہیں معاشرتی تعلقات کی خرابیوں نے ملک میں ایسی جماعتوں کو کھڑا کر دیا ہے جو ازدواجی قانون کی اصلاح و ترمیم پر زور دے رہے ہیں۔ سرمایہ داری اور مزدوری کے سوالات ایسی مشکلات پیدا کر رہے ہیں کہ رفتہ رفتہ انکا حل اسلامی تعلیم کے بغیر ناممکن ہو جائیگا۔

قانون وراثت و وصیت کی مشکلات سے تنگ آکر اب آواز بلند ہو گئی ہے اور اسکا حل اسی صورت میں چاہا جا رہا ہے جو اسلام نے رکھا ہے۔ غرض ہر طرف سے ایسے سامان پیدا ہو گئے ہیں اور اب خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے مسجد بھی تعمیر کرا دی ہے۔ اور یہ پیش خیمہ ہے اس امر کا کہ علم الٰہی میں ایک جماعت آنیوالی ہے جو اس کے خدا کے گھر میں اللہ کا ذکر بلند کریگی۔

چنانچہ میں دیکھتا ہوں کہ مسجد کی تعمیر کے بعد اب تک پانچ آدمی داخل سلسلہ ہو چکے ہیں اور ہر ایک نہیں سے اپنی تعلیم کے لئے کوشش کر رہا ہے۔ اور ایک نو مسلم تو اب اذان اور تکبیر کہتا ہے۔ نماز عربی زبان میں پڑھ سکتا ہے۔

یہ حالات امید افزا اور ذمہ واریوں کو بڑھانے والے ہیں۔ میں اپنے پچھلے مضمون میں اسکی طرف توجہ دلا چکا ہوں۔ اسلئے اسپر کچھ اور اضافہ کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ غرض اسلام کے لئے یورپ میں میدان وسیع ہے اور وہ دن دور نہیں کہ یورپ اسلام کو قبول کرے مگر اسکے لئے ضرورت ہے کہ ہم اسلام کی حقیقی طور پر اشاعت کریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیکھو جس طرح پر یہ مسجد بن گئی۔ اور کسی بادشاہ کو توفیق نہ ہوئی کہ وہ اسے بنا دیتا۔ اب ہر ایک اسپر رشک کریگا۔

اسکے بعد مسجدیں بھی بنائی جائینگی اور بڑے بڑے آدمی بھی بنائیں گے مگر

الفضل للمتقدم

اسکا مقابلہ نہ ہوسکے گا۔ یہ خدا کا پہلا گھر اس وادی غیر ذی زرع (روحانی طور پر) میں ہے اور یہ مسیح موعود علیہ السلام کے خادموں کے ہاتھ سے تعمیر ہوئی ہے اسی طرح یورپ میں اسلام انشاءاللہ ضرور پھیل جائیگا۔ یورپ اسلام کے بغیر نہیں رہ سکتا لیکن اگر وہ ہمارے ہاتھ سے نہ پھیلا تو پھر ہمارے لئے کیا خوشی اور مبارکی ہوگی۔ خدا تعالیٰ نے اے مسیح موعودؑ کی جماعت تم کو چن لیا ہے کہ تم اسلام کو آفاق میں پھیلا دو

پس اس کے لئے ایک بار متحد ہو کر زور لگا دو۔

اور اس قوت کی تصریحات میں پہلے کرچکا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم کو توفیق دے۔ (عرفانی)

موجودہ بائیبل محرّف ہے

(نمبر ۲)

چھٹا گواہ پادری راؤس صاحب نے جون ۱۹۰۷ء میں زیر عنوان "زمانہ حال کی تنقید بائیبل کے یقینی نتائج" رسالہ ہارورسٹ فیلڈ میں شائع کیا تھا جسکے بعض فقرات اگست ۱۹۰۷ء کے ریویو آف ریلیجنز میں بھی نقل ہوئے تھے۔ آج انہی میں سے دو ایک فقرے ہم بھی ہدیہ ناظرین کرتے ہیں تاکہ بائیبل کے "محفوظ عن التحریف" ہونے پر مزید روشنی پڑ سکے:۔

"بائیبل کا مطالعہ کرنے میں سب سے پہلا سوال یہ ہونا چاہیئے کہ اسکے مصنف کی اس سے کیا مراد تھی؟ اس زمانہ سے پہلے پہلے بائیبل کے سارا الہامی ہونے پر اسقدر زور دیا جاتا تھا کہ جو آمیزش اس میں انسانی کلام کی ہے اسکو بالکل نظرانداز کر دیا جاتا تھا۔ لیکن اب یہ بڑی خوشی کا مقام ہے کہ یہ غلطی رفع ہو کر بائیبل میں انسانی کلام کی آمیزش کو عام طور پر مان لیا گیا ہے"

اے برادران مسیحی! دیکھو تمہارے ہی محترم اور بزرگ پادری یہ کہنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں کہ "بائیبل میں انسانی کلام کی آمیزش کو عام طور پر مان لیا گیا" لیکن کیا تم لوگ اپنے ان بزرگوں کی خوشی میں یہ کہکر اضافہ نہیں کرنا چاہتے کہ ہم بھی آج اس باطل اور فرسودہ عقیدہ سے بیزاری کا اعلان کرتے ہیں کہ موجودہ بائیبل تحریف والحاق سے پاک ہے!

"بائیبل میں انسانی آمیزش کے پہلو کو مدِنظر رکھ کر اس کا ترجمہ کرنے میں وہی اصول مدِنظر رکھنے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پڑینگے جو دوسری انسانی کتابوں کے معنی کرنے میں ملحوظ رکھے جاتے ہیں۔..... اور یہ ہمارا فرض ہے کہ انسانی کلام اور الٰہی کلام کے درمیان تمیز کریں "

ساتواں گواہ | بشپ کولینزو صاحب رقمطراز ہیں کہ:۔

" عبرانی کے قلمی نسخوں یا عبرانی بائیبل کی چھپی ہوئی کاپیوں میں توریت کو ہرگز موسیٰ سے منسوب نہیں کیا گیا نہ ہی وہ سپٹو اجنٹ یا ولگیٹ (یہ بائیبل کے ترجمے ہیں) میں۔ "موسیٰ کی کتابوں" کے نام سے نامزد کی گئی ہیں۔ لیکن صرف حال کے ترجموں میں ایسا ذکر ملتا ہے۔ وہ بھی بعض چرچ کے فادروں کی تقلید پر جو کہ سوائے جیرون اور شاید اوریجن کے سب کے سب زبان عبرانی سے بہت ہی کم واقف تھے۔ اور اسکے حُسن و قبح سے تو اور ہی کم آگاہ تھے۔" (نٹیارچ ایگزیمنڈ جلد ۲ صفحہ ۱۸۶-۱۸۷)

آٹھواں گواہ | کتاب "ریلیجن آف ازرائیل" کا فاضل مصنّف بھی لکھتا ہے کہ:۔

" بابل کی اسیری کے زمانہ سے بعد کے یہودیوں اور انکی دیکھا دیکھی عیسائیوں نے ان کتابوں (توریت) کو موسیٰ سے منسوب کر دیا اور کئی صدیوں تک یہ خیال بنا رہا کہ اس نے فی الحقیقت انکو قلمبند کیا تھا۔ لیکن کڑی اور بے رو رعائت تحقیقات سے یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ یہ رائے قابل متروک ہے اور کہ تمام شریعت میں سوائے دس حکموں کے ایک حرف بھی موسیٰ کی طرف سے نہیں ہے۔ اور یہ احکام بھی اُس سے اس صورت میں نہیں دیئے گئے تھے جسمیں کہ وہ اب ہیں۔ اگرہم اسپر بھی ان کتابوں کو اُسکے نام پر پکاریں تو یہ صرف اسلئے ہے کہ بنی اسرائیل اُسکو اپنا سب سے بڑا شریعت دہندہ مانتے تھے اور مصنّفوں نے اپنے تمام سرگزشتوں اور قوانین کو اُسی کے سر مڑھکر انکو اُسکے نام سے منسوب کر دیا۔" (ریلیجن آف ازرائیل صفحہ ۹)

" اسرائیل کے مصنّفوں نے صرف یہی نہیں کیا کہ روایتوں کا مطلب نکالنے میں پوری آزادی سے کام لیا۔ اور ہر ایک بات جو کہ انکے سُننے میں آئی اور جو کچھ کہ زبان زد خلائق تھا اُسکو بغیر کسی قسم کی پس و پیش کے قلمبند کرلیا۔ بلکہ انہوں نے اپنے قدیم زمانہ کے قرار دادہ حالات میں بھی جہاں کہیں کہ انہوں نے ضروری اور اپنے منشاء کے مطابق خیال کیا ردّ و بدل کرنے میں کسی طرح کا دریغ نہیں کیا۔"

بائیبل کو ہر قسم کی خرابی اور نقص سے منزّہ سمجھنے والے اس شہادت کے لکیر دار الفاظ کا ضرور مطالعہ کریں تاکہ وہ جان سکیں کہ اصل حقیقت کیا ہے اور ہم کس غلط راہ پر اپنی ناواقفی کے باعث گامزن ہیں۔

نواں گواہ | مشہور جرمن محقق اور مورخ استاہلمن کا بیان ہے کہ:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"کتاب یسعیاہ باب ۴۰ سے باب ۶۶ تک یسعیاہ نبی کی تصنیف نہیں" (ڈکاکرن صاحب کا رسالہ صفحہ ۳)

دسواں گواہ | مسیحی کلیسیا کے نامور مفسر ہارن صاحب رقمطراز ہیں کہ:-

"عہد عتیق کی کتابیں دراصل عبرانی زبان میں ہیں۔ اور وہ دو زبانوں سے پکاری جاتی ہیں ایک تو گرافس (یعنی وہ جنکو خود صاحب الہام نے الہام کے ماتحت لکھا تھا) وہ سب نسخے ناپید اور برباد ہو گئے ہیں اور اب ان میں کوئی نہیں۔ دوسرا آپوگرافس (یعنی اصل نسخوں کی نقل) انکی دو قسمیں تھیں ایک قدیم جو یہودیوں میں بہت معتبر مانی جاتی تھیں۔ ان کو تو زمانہ نے معدوم کر دیا۔ دوسری نئی جو سرکاری یا خانگی کتب خانوں میں پائی جاتی ہیں ان میں سے معبدوں کے کام میں آنیوالی علیحدہ اور عام لوگوں کے استعمال میں آنیوالی علیحدہ ہیں" (ہارن صاحب کا انٹروڈکشن جلد ۲ باب ۲)

یہی مسیحی فاضل متی $\frac{۲۷}{۳۵}$ کی نسبت لکھتا ہے کہ:-

"یہ عبارت ۱۶۱ یونانی نسخوں میں نہیں پائی جاتی"

"نامہ اوّل کرنتھیاں $\frac{۸}{۱۲}$ کی عبارت بھی کوڈکس الگسنڈریانوس اور والمی کانوس اور دیگر بارہ نسخوں میں اور کئی ایک ترجموں اور اکثر حوالوں میں نہیں پائی جاتی۔ اسکو بھی گریسباخ صاحب نے متن سے خارج کر دیا ہے" (ہارن صاحب کا انٹروڈکشن جلد دوم صفحہ ۳۲۷)

پھر یہی صاحب اپنی تفسیر کی جلد دوسری کے صفحہ ۳۹۹ میں مندرجہ ذیل مقامات کی نسبت لکھتے ہیں کہ ان میں عبرانی متن خراب ہو گیا ہے:-

"ملاکی $\frac{۳}{۱}$ میکاہ $\frac{۵}{۱-۲+۲}$ زبور $\frac{۸}{۱۱}$ عاموس $\frac{۹}{۱۱-۱۲}$ زبور $\frac{۴۰}{۶-۸}$ د $\frac{۱۱}{۴}$"

"بلاشبہ بعض خرابیاں (تحریفات) جان بوجھکر ان لوگوں (پیروان بائیبل) نے کی ہیں جو دیندار مشہور تھے۔ اور اسکے بعد انہیں خرابیوں کو ترجیح دی جاتی تھی تاکہ اپنے مطلب کو قوّت دیں یا انپر اعتراض وارد نہ ہونے دیں" (تفسیر ہارن صاحب جلد دوم صفحہ ۳۳۱ مطبوعہ ۱۸۲۲ء)

جب ہارن صاحب جیسے بہت بڑے مفسر اور نامی فاضل جا بجا تحریف و نقصان کا اقبال کر رہے ہیں تو وہ دیسی عیسائی جنہیں بائیبل کا اسقدر علم بھی نہیں کیوں ناحق کی ضد پر کمر باندھ کر بائیبل کے محفوظ ہونیکا خام دعویٰ کیئے جاتے ہیں۔ انکو چاہیئے کہ حق پوشی نہ کریں بلکہ یوروپین فضلاء کی طرح مردانہ وار اس عیب اور غلطی کا اعتراف کریں کہ بائیبل میں بہت سا تغیر و تبدل اور الحاق و نقصان ہوا۔ اب اس فاضل کا ایک اور بیان بھی سنیئے۔ لکھتا ہے کہ:

"مرقس $\frac{۱۳}{۳۲}$ میں سے بعض الفاظ نکال دیئے گئے۔ کیونکہ وہ ایرین فرقہ کے مؤید تھے۔ (اسی طرح) لوقا $\frac{۱}{۳۵}$ میں کچھ الفاظ ایزاد کیئے گئے تاکہ فرقہ یونی شیفر کی تردید کیجائے۔ (اسی طرح) لوقا $\frac{۲۲}{۴۳}$ نسخوں سے نکال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دی گئی تاکہ الوہیت مسیح میں شک وشبہ نہ رہے۔ متی ۱/۲۵ میں لفظ ہم بستر ہوں۔ اور ورس ۲۵ میں سے اس پلوٹھا نکال ڈالا گیا تاکہ حضرت مریم کے کنواری رہنے پر شبہ نہ ہو۔"

(ہارن صاحب کا انٹروڈکشن برعلوم بائیبل جلد ۲ صفحہ ۳۲۳ مطبوعہ ۱۸۲۵ء)

جب مسیحی فضلاء تسلیم کرتے ہیں کہ وقتاً فوقتاً مسیحی دینداروں نے اپنے اصول اور عقائد کی تائید اور مخالف فرقوں کی تردید کے لئے انجیل میں تبدیلی کرنے میں باک نہ سمجھا تو ایسی صورت میں یہ کیسے مانا جا سکتا ہے کہ بائیبل میں تحریف ممکن ہی نہیں۔ ہارن صاحب نے اپنے انٹروڈکشن اور تفسیر میں اور بھی کئی جگہ بائیبل کے نقصان اور تحریف کا اقبال کیا ہے مگر نمونہ" اس قدر کافی ہے۔ اگر طوالت کا خوف نہ ہوتا تو انکے اور بھی اقوال نقل کئے جاتے مگر فی الحال اسی کو کافی سمجھا جائے۔

گیارھواں گواہ مشہور مفسر بائیبل آدم کلارک سموئیل ۲، باب ۲۳ آیت ۹ کے تحت میں لکھتا ہے کہ:-

"یہ کتاب تواریخ عہد عتیق بہ نسبت اور مقامات کے زیادہ تحریف شدہ ہے"

پھر اپنی تفسیر کی جلد ۴ میں یسعیاہ باب ۱۶ آیت ۲ کے ضمن میں رقمطراز ہے کہ:-

"اس جگہ عبرانی متن بہت محرّف ہے"

اور زبور ۴۲ کی تفسیر کرتا ہوا لکھتا ہے کہ:- "اسجگہ بھی عبرانی عبارت محرّف ہے"

آدم کلارک نے اور بھی کئی ایک مقامات کو محرّف بتلایا ہے مگر عدم گنجائش کے باعث مزید کی نقل سے اجتناب کیا گیا ہے۔ تفصیل کے خواہشمند ان کی تفسیر کا مطالعہ فرمائیں۔

بارھواں گواہ اسکے بعد اب ہم ایک نہایت ہی مشہور اور فاضلانہ اور جامع تصنیف سے بھی ایک اقتباس نقل کرتے ہیں جو انجیل کی اصل حقیقت پر بڑی عمدگی سے روشنی ڈالتا ہے۔ امید ہے کہ اصحاب کلیساء اس کا پورے فکر کے ساتھ مطالعہ فرمائینگے:-

"جب ہم موجودہ پہلی انجیل (متی) کی حالت پر غور کرتے ہیں اور ان سرچشموں پر نظر کرتے ہیں جن سے انجیل کے مضامین اخذ کیئے گئے ہیں تو ہم کسی طرح یہ بات مان نہیں سکتے کہ مذکورہ بالا اقوال میں سے کوئی ایک قول بھی صحیح ہو یعنی نہ یہ درست ہے کہ یہ یونانی کتاب کسی حواری کی تصنیف ہے۔ یہ ایک مرکب کتاب ہے جسکے مضامین دو مختلف سرچشموں سے اخذ کیئے گئے ہیں۔ یہ دونوں سرچشمے یونانی زبان میں تھے اور انکے علاوہ بعض اور جگہوں سے بھی اسکے مضامین اخذ کیئے گئے ہیں۔ اور یہ بات ہمارے وہم وگمان میں بھی نہیں آسکتی کہ مسیح کے بارہ۱۲ حواریوں میں سے کسی کو یہ ضرورت تھی کہ اپنے اُستاد کے حالات جمع کرنیکے لئے ایسے سرچشموں کی طرف رجوع کرتا۔ اسلئے مجبوراً یہ ماننا پڑتا ہے کہ یہ کتاب مسیح کے کسی حواری کی تصنیف ہرگز نہیں ہے"

(انسائیکلوپیڈیا برٹینکا جلد ۱۶ صفحہ ۹۰)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ تو صرف متی کی انجیل کے متعلق ان قابل مؤلفین کی رائے ہے اگر ناظرین اس فاضلانہ اور محققانہ ضخیم کتاب کا وہ حصہ جو بائیبل سے متعلق ہے خود مطالعہ کریں تو انہیں پادریوں کے بے بنیاد دعووں کی اصل حقیقت معلوم ہو جائے۔ کیونکہ انہوں نے بائیبل کی ایک ایک کتاب اور ایک ایک صحیفہ کی ایسی چھان بین اور تحقیق و تفتیش کی ہے کہ دیکھ اور پڑھ کر حیرت ہوتی ہے۔ اگر خدا نے چاہا اور فرصت ملی تو اس کتاب کے فاضل مؤلفین کی تحقیق کا کچھ حصہ کسی دوسرے مضمون میں ضرور نقل کرینگے۔

تیرھواں گواہ | ممفرڈ صاحب اپنی کتاب سوالات السوال مطبوعہ لنڈن ۱۸۴۳ء میں سوال نمبر ۲ کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ:-

"یہ کتابیں جن میں حضرت مسیح کو ناصری کہا گیا ہے جسکا ذکر متی ۲/۲۳ میں بھی ہے نیست و نابود ہو گئی ہیں۔ اس لئے جو کتب نبیوں کی اب موجود ہیں کسی میں مسیح کو ناصری نہیں لکھا۔"

اگر کوئی پادری ممفرڈ صاحب کے قول کو باطل سمجھتا ہو تو اسپر لازم ہے کہ وہ چند نبیوں کی کتابوں سے یہ نکال کر دکھلائے کہ آنیوالا مسیح ناصری کہلائیگا جیسا کہ متی نے اپنی انجیل میں لکھا ہے لیکن اس مطالبہ کو پورا کرنا مسیحی کلیساء کے لئے قطعی محال اور ناممکن ہے۔ اور یہ ثبوت ہے بائیبل کے محرّف اور ضائع ہونے کا۔

چودھواں گواہ | گریز آسٹم صاحب اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:-

"اسرائیلی انبیاء کی بہت سی کتب ناپید ہو گئی ہیں اسلئے کہ یہودیوں نے غفلت سے بلکہ بے دینی سے بعض کو پھاڑ ڈالا اور بعض کو جلا دیا۔"

پندرھواں گواہ | ڈاٹلی صاحب اپنی تفسیر مطبوعہ ۱۸۵۶ء جلد ۲ صفحہ ۱۳۹ میں بتلاتے ہیں کہ:-

"سلیمان نبی نے اُس دانائی سے جو اس نے پائی انسانوں کے فائدہ کے لئے استعمال میں لانا چاہا۔ اور بہت سی کتابیں انکی تعلیم کے لئے لکھیں مگر حضرت عزرا نے ان میں سے صرف تین کو مقدس کتابوں میں داخل کیا اور باقی یا تو مذہبی تربیّت کے واسطے نہیں بنائی گئی تھیں یا ایک زمانہ گذر جانے کے بعد خراب اور ناقص ہو گئیں۔"

سولھواں گواہ | مسٹر اکبر مسیح جنکی تحریروں کو عیسائی حلقوں میں بہت ذوق اور شوق سے پڑھا جاتا ہے وہ اپنی ایک کتاب میں لکھتا ہے کہ:-

"مثل مکاشفات کے ہم اس خط (عبرانیاں) کو بھی رسولی تصنیف نہیں سمجھتے۔ بہت سے تثلیثی عالم ہمارے ہم خیال ہیں۔" (الوہیّت مسیح و تثلیث کی تنقیح حاشیہ صفحہ ۱۰۶)

اُمید ہے کہ مسیحی احباب اپنے اُن ائمہ نامور فاضل کی مندرجہ بالا شہادت پر دھیان دیتے ہوئے تسلیم کرینگے کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موسیٰ سے ہے بلکہ باپ دادوں سے ہے)" (یوحنا ۷/۲۲)

ان تمام آیات سے عیاں ہے۔ کہ ابراہیمی عہد کا نشان ختنہ ہے۔ اور یہ موسیٰؑ کی شریعت کا بھی ایک حکم ہے۔ اب عیسائی دوستوں کا طرز عمل یہ ہے۔ کہ وہ ختنہ کو منسوخ سمجھتے ہیں۔ اور عہد ابراہیمی کو توڑتے ہیں۔ کسی بچے کا ختنہ نہیں کرواتے کیونکہ مقدس پولوس کا قول ہے:۔

"دیکھو میں پولوس تم سے کہتا ہوں۔ کہ اگر ختنہ کرواؤ تو مسیح سے تمھیں کچھ فائدہ نہ ہوگا"۔ (گلتیوں ۵/۱۲)

پس یہودی کو کیا فضیلت ہے یا ختنے کا کیا فائدہ ہے؟" یعنی کچھ نہیں (رومیوں ۳/۱)

پس ہمارا دعویٰ ثابت ہے۔ کہ عیسائی اللہ تعالیٰ کے ان وعدوں کے ہرگز وارث نہیں ہوسکتے جو نسل ابراہیمؑ کے لئے کئے گئے۔ بلکہ ان کے وارث وہی ہیں۔ جن میں "نشان عہد" پایا جاتا ہے۔ باقی عیسائی دوست یہ کہکر بچ نہیں سکتے کہ ختنہ کا حکم ایک حکم ہے۔ اگر اس پر ہمارا عمل نہ ہو۔ تو کیا ہے؟ کیونکہ لکھا ہے:۔

"جو کوئی ساری شریعت کو مانے۔ پر ایک بات میں خطا کرے وہ سبھوں کا مجرم ہوا"۔ (یعقوب ۲/۱۰)

عیسائیت اور شریعت

انسان کی تمدنی زندگی، اخلاقی زندگی اور روحانی زندگی ہر زمانے میں کسی قانون الٰہی کے ماتحت رہی ہے۔ انسان اپنے سود و زیان کی خاطر دوسروں کے حقوق کو پامال کر دیتا ہے۔ اور بسا اوقات اس کا احساس تک اسکو نہیں ہوتا۔ اس لئے ہر وقت وہ مشعل آسمانی کی ضیاء کا محتاج ہے۔ ورنہ ظلمات نفسی و آفاقی سے مخلصی کا رے دارد ہے۔ اسی قانون الٰہی کو شریعت کہا جاتا ہے۔ شریعت کی ضرورت ہر عقلمند کو مسلم ہے۔ حتیٰ کہ نصاریٰ بھی جو شریعت کے جوئے کو اتارنا لعنت سے بچنے کا مترادف قرار دیتے ہیں۔ وہ بھی اقرار کرتے ہیں۔ کہ آج سے دو ہزار برس پیشتر تک تمام انبیاء بھی شریعت کے ماتحت رہتے تھے۔ مگر نامعلوم مسیحؑ کے خون پر ایمان لانے سے کونسا انقلاب خاص ہو جاتا ہے جو دوسرے شہید اور نہایت بیدردی سے مقتول انبیاءؑ پر ایمان سے پیدا نہیں ہوتا۔ جس سے کہ نیک و بد، بھلے اور برے کی تمیز کا ذریعہ (شریعت) پرے پھینک دیا جاتا ہے۔ عیسائی دوست کہدیا کرتے ہیں۔ کہ شریعت کے احکام بھاری ہیں۔ انسان انکی پابندی نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے شریعت موقوف کر دی گئی۔ لیکن یہ خیال بھی اناجیل کا کم مطالعہ کرنے کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ وہاں تو صاف لکھا ہے:۔

"خدا کی محبت یہ ہے کہ ہم اس کے حکموں پر عمل کریں اور اس کے حکم بھاری نہیں" (۱۔یوحنا ۵/۳)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مکاشفات اور عبرانیاں جعلی کتابیں ہیں نہ کہ رسولی تصنیف۔

تثلیثی علماء عرصہ دراز تک تثلیث کو ثابت کرنے کے لئے خط یوحنا نمبر ۱ باب ۵ آیت ۷ کی یہ عبارت پیش کیا کرتے تھے کہ:-

"تین ہیں جو آسمان پر گواہی دیتے ہیں باپ اور کلام اور روح القدس اور یہ تینوں ایک ہیں۔"

مگر اسکے متعلق عیسائیوں کا مناظرِ خاص (اکبر مسیح) لکھتا ہے کہ:-

"ہمارے علماء (توحیدی عیسائی۔ یونیٹیرین) شروع سے پکارتے آئے کہ اس غیر انجیلی آیت کو انجیل کے متن سے خارج کردو۔ چنانچہ مشہور و معروف مسیحی فیلسوف سر آئزک نیوٹن نے اس آیت کے غیر انجیلی ہونے پر ایک رسالہ لکھا تھا مگر تثلیث کے حامی نہیں مانتے تھے۔ پر کب تک۔ آخر ترک کرنا پڑا۔"

"ہمارے علماء نے اس طرح سینکڑوں اصلاحیں کی ہیں اور ہمارے مخالف ایک وقت تک ان کو نامنظور کرتے رہے مگر ایسا روز بروز ہمارے دعوے تسلیم کئے جاتے ہیں۔ اور بہت تسلیم کر بھی لئے گئے۔" (الوہیت مسیح و تثلیث کی تنقیح صفحہ ۵۱-۵۲)

مسیحی دوستو! کیا اپنے بھائی بندوں کی ان شہادتوں سے بھی آنکھ بند کرکے یہی کہے جاؤ گے کہ بائبل میں کسی قسم کی تحریف یا الحاق نہیں ہوا؟ اگر مسیحی بزرگوں نے مقدس کتاب میں من مانا الحاق نہ کیا ہوتا تو اکبر مسیح کو اس کا راز ظاہر کرنے کی کیوں ضرورت پیش آتی۔ پس اب جبکہ تمہارے ہی ایک مائہ ناز فاضل اور قابل مناظر نے علماء تثلیثی کی اصل حقیقت کا کشف راز کردیا تو ایسی حالت میں یہی مناسب ہے کہ آئندہ کے لئے یہ تسلیم کرلو کہ بائبل میں تحریف بھی ہوئی اور الحاق بھی ÷

فہرست کتب

مندرجہ ذیل کتابیں احباب اگر خرید کریں۔ تو نہ صرف ان کے اپنے معلومات میں اضافہ ہوگا۔ بلکہ وہ اسے تقسیم کرکے تبلیغ کے فرض سے ایک حد تک سبکدوش ہو سکینگے۔ خدا کے فضل سے یہ نہایت نادر مجموعہ ہے۔ خاص توجہ فرماویں ÷

مختلف ٹریکٹ		چھ ماہ کے پیر بخشی		تشحیذ بک ایجنسی کی بہترین کتب
رسالہ کا [illegible] علیہ	۴ر	رسالوں کے جواب	۱ر	براہین العقائد ۸ر معارف القرآن ۸ر
چند [illegible] کے جوابات	۲ر	بانی آریہ سماج کے اقوال میں تناقض	۲ر	مقصد مذہب ۳ر سلسلہ احمدیہ ۳ر تصوف ۵ر اہل بہاء کی
شیعہ سوراج	۲ر	تبرا کا عدم جواز کتب شیعہ سے	۲ر	شریعت جدیدہ ۲ر کمالات احمدیہ ۲ر مباحثہ سرگودہ ۲ر استخلاف ۲ر
آریہ سماجی و گاندھی جی	۱ر	احمدی عقائد	۲ر	التشریح الصحیح فی نزول المسیح ۲ر آسمانی گولہ ۱ر
مسیح موعود و امت محمدیہ	۲ر	الدجال و دجال کی حقیقت پر مفصل مضمون	۴ر	اسلامی قادر مطلق اور آریوں کا سرو شکتیمان ۴ر
اسلام کی اندرونی تصویر	۱ر			
کفارہ	۱ر			
بطلان تناسخ و قدامت روح و مادہ	۱ر			

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لباس کا اثر انسان کی صحت اور اخلاق پر

(نمبر ۲)

اسلامی پردہ کی فلاسفی "اسلام نے اخلاق کی درستی کے لئے جو مختلف طریق بتائے ہیں۔ ان میں سے ایک تجویز یہ بھی ہے۔ کہ اُن دروازوں کو بند کیا جائے جن سے گناہ پیدا ہوتا ہے۔ اسلام کے اصول کے مطابق بدی باہر سے آتی ہے۔ ورنہ انسان کا دل نیک ہے۔ اور اسکی فطرت میں یہ بات رکھی گئی ہے کہ وہ نیکی سے محبّت کرے۔ اور بدی سے مجتنب رہے۔ اسلام نے عفّت کے قیام کے لئے ایسے احکام دئیے ہیں جو علم النفس کے لطیف مسائل پر مبنی ہیں۔ مثلاً وہ دوسرے مذاہب کی طرح یہ نہیں کہتا کہ تو زنا نہ کر بلکہ یہ بتاتا ہے کہ انسان زنا سے کس طرح بچ سکتا ہے۔ اور اس کے لئے وہ ان دروازوں کو بند کرنے کا حکم دیتا ہے جن سے گناہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ دروازے آنکھ۔ کان اور جلد ہیں۔ کیونکہ زنا کی تحریک انسان کو انہی دروازوں سے

اسلام بدی کے منبع کو روکتا ہے ہوتی ہے۔ جب کوئی انسان حُسن کو دیکھتا ہے۔ یا حُسن کی تعریف سُنتا ہے۔ یا خوبصورت آواز سُنتا ہے۔ یا ایک نرم یا ملائم جسم کو چھوتا ہے۔ تو اگر وہ حُسن یا اسکا ذکر یا آواز یا جسم اس کی خواہش کے مطابق ہوتا ہے۔ تو اسکو اسکی طرف رغبت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور نتیجہ وہ انتہائی قرب ہوتا ہے۔ جسکو کُل دنیا کی عقلوں نے اخلاق اور سوسائٹی کے لئے ایک خطرناک زہر قرار دیا ہے۔ اسی واسطے اسلام نے یہ حکم دیا ہے کہ مرد و عورت اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں۔ اور ایک دوسرے کی آواز کو راگ کے طور پر نہ سُنیں اور بلا وجہ اور بے تعلق عورتوں یا مردوں کے حُسن کے قصّے اور واقعات نہ سُنیں۔ اور ایک دوسرے کو بلا ضرورت طبعی نہ چھوئیں۔ چونکہ آنکھیں نیچی رکھنے سے شارع عام میں عورتوں اور مردوں کو چلنے پھرنے میں مشکل تھی۔ اس لئے عورتوں کو حکم دیا کہ جب وہ باہر نکلیں تو اپنے سروں۔ سینوں اور مُنہ کے ایسے حصّوں کو ڈھانپ لیں جو راستہ دیکھنے کے کام یا سانس لینے کے کام نہیں آتے۔" (احمدیت حقیقی اسلام)

انسان کے خیالات کے اظہار کے تین رستے ہیں۔ یعنی زبان۔ آنکھ اور ہاتھ۔ اور انہی تین طریقوں سے انسان اپنے خیالات کا اثر دوسرے پر ڈالتا ہے۔ عورتوں میں چونکہ قوّت مؤثرہ نسبتاً کم ہوتی ہے۔ اس لئے

مصافحہ کی حرمت کی وجہ وہ مرد کے اچھے یا بُرے خیالات کا اثر جلدی قبول کر لیتی ہیں۔ عورت کی طرف دیکھنے سے یا اس کو چھونے سے چونکہ بدی پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ اس لئے شریعت نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غضِ بصر کا حکم دیا۔ اور نامحرم سے مصافحہ کو جائز نہیں رکھا۔ زبان پر قید لگانے سے چونکہ ضروریات زندگی میں سخت روک واقع ہوتی تھی۔ اسواسطے پردے میں بیٹھ کر ضروری بات چیت کرنا جائز رکھا ہے کیونکہ اس میں کسی نقص کا اندیشہ نہیں۔ اسکے علاوہ زبان پر انسان کو پورا اختیار ہے۔ مگر آنکھ اور ہاتھ کے ذریعہ جو خارجی اثرات دماغ کو پہنچتے ہیں۔ اُن کا روکنا انسان کے اختیار میں نہیں۔ مثلاً یہ تو انسان کے اختیار میں ہے کہ اپنی نگاہ کو نیچی رکھے۔ یا اپنا ہاتھ نہ بڑھائے۔ مگر آنکھ اٹھا کر اور خوبصورت چیز کو دیکھ کر یہ ناممکن ہے کہ انسان اسکے حُسن سے حظ نہ اُٹھائے اور اسکے متعلّق خیالات کو پیدا ہی نہ ہونے دے۔ اسی طرح مصافحہ کر کے یہ ناممکن ہے کہ انسان عورت کے نرم و نازک ہاتھ کی نرمی اور نزاکت سے حظ نہ اٹھائے اور ان جذبات کو روکے جو اسکے نتیجہ میں پیدا ہونے لازمی ہیں۔ پس احتیاط اسی میں ہے کہ انسان آنکھ کو نیچی رکھے اور مصافحہ سے پرہیز کرکے اپنی عفت کو قائم رکھے۔

غضّ بصر کرنے کی حکمت

نامحرم عورت پر اچانک نظر پڑ جانے کو شریعت نے ناجائز نہیں قرار دیا۔ ہاں بار بار دیکھنے سے منع کیا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ جب غیر عورت پر نظر پڑتی ہے تو اسکے ساتھ ہی تحریک ہوتی ہے۔ جس سے انسان کے جذبات اور احساسات تیز ہوجاتے ہیں۔ غرضیکہ بار بار دیکھنے سے انسان کے جذبات اور حُسن کے نظارہ کے درمیان ایک تعلّق ہوجاتا ہے۔ اور جُوں جوں پھر وہ جذبہ بڑھتا ہے تُوں تُوں حُسن کی ذہنی تصویر جو تصوّر کے ماتحت بنی ہوتی ہے اس کا نقشہ زیادہ واضح ہوتا جاتا ہے۔ اور دوسری دفعہ کی ملاقات سے نئی تحریک پیدا ہوتی ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ شہوانی جذبات یکلخت بھڑک اُٹھتے ہیں۔ نیز بار بار دیکھنے سے عورت کی شکل اور اسکا لباس مرد کے لئے ایک مخصوص محرک (Teliche) بن جاتا ہے۔ جس کا نتیجہ ہوتا ہے کہ بدصورت عورت بھی اچھی لگنے لگ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خاوند کو اپنی بیوی (خواہ وہ بدشکل ہو) دوسری تمام عورتوں سے اچھی لگتی ہے۔ اور وہ اسکی غلطیوں اور کوتاہیوں کو اکثر دفعہ نظر انداز کر دیتا ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے محبّت اندھی ہوتی ہے۔ اسکے علاوہ علم النفس کی رُو سے جب انسان پہلی دفعہ کسی چیز کو دیکھتا ہے۔ تو اسکا نقش چونکہ قلبِ عامل پر پڑتا ہے اسلئے اسکے لئے توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اب قلبِ عامل کے ساتھ ہی اخلاقی طاقتوں کے بھی مرکز ہیں۔ اسلئے جب ایک صحیح الفطرت شخص کی نظر پہلی دفعہ کسی نامحرم عورت پر پڑتی ہے۔ تو ساتھ ہی اس کے اخلاقی مرکزوں میں تحریک ہوتی ہے۔ جس سے وہ اسکے بد نتائج سے محفوظ ہوجاتا ہے۔ مگر جب اسی چیز کو بار بار دیکھا جائے۔ تو پھر وہ نقش قلبِ غیر عامل میں منتقل ہوجاتا ہے۔ اور بغیر توجہ کے اپنا اثر کر سکتا ہے۔ اب قلبِ غیر عامل کا تعلق ان مرکزوں سے ہے۔ جو جذبات اور احساسات کا مقام ہیں۔ اسلئے بار بار

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیکھنے سے اخلاقی پہلو کمزور ہو جاتا ہے۔ اور جذبات اُبھرتے جاتے ہیں۔ جس کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ ایک عورت جو پہلی نظر میں بدصورت معلوم ہو۔ وہی عورت بار بار دیکھنے اور بے تکلفی ہو جانے کے بعد خوبصورت لگنے لگ جاتی ہے۔ اور انسان نتائج پر غور نہ کرنے کے باعث غلطی کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ نگاہ نیچی رکھنے کا حکم عورت اور مرد دونو کو ہے۔ کیونکہ یہ علم النفس کا مسئلہ ہے کہ اس کا اثر دو نظروں کے ملنے سے ہوتا ہے۔ اور جب کسی پر نظر پڑتی ہے۔ تو خواہ اسکی نظر نیچی ہو۔ تو بھی اس پر اثر ہوتا ہے۔ جیسا کہ مسمریزم کے عمل سے بخوبی ظاہر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے اندھے مرد سے بھی عورت کو پردہ کرنیکا حکم دیا ہے۔ کیونکہ اگر وہ نہیں دیکھتا تو عورت تو اسکو دیکھ سکتی ہے۔ اور اسکی نگاہ کا اثر باوجود مرد کی آنکھ کے بند ہونے کے اسپر پڑ سکتا ہے۔

پلکیں بھی لباس ہیں آنکھ کی پلکوں کو میں نے لباس کے ماتحت اراداً تا رکھا ہے اسلئے کہ یہ آنکھ کا غلاف (لباس) ہے جو اللہ تعالیٰ نے آنکھ کی جسمانی اور اخلاقی حفاظت کے لئے اسکو عطا کیا ہے۔ جس طرح پلکیں گرد و غبار۔ دھواں۔ مچھر کیڑہ پتنگا۔ تیز روشنی۔ دھوپ۔ حرارت اور چوٹ وغیرہ سے آنکھ کو بچا کر اسکی جسمانی حفاظت کرتی ہیں اسی طرح غضِ بصر انسان کو دوسرے انسان کے بدخیالات کی رَو کے اثر سے بچا کر اسکے اخلاق کی حفاظت کرتا ہے۔ اور اسکی روحانی طاقت کو گندے خیالات کی رَو کے مقابلہ میں کمزور ہو جانے سے بچاتا ہے۔ غرضیکہ نگاہ کا نیچی رکھنا اپنی جسمانی۔ اخلاقی اور روحانی طاقتوں کو محفوظ رکھنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

دلکش آواز کا اثر سُریلی اور دلکش آواز کا بھی انسان کے جذبات کو اُبھارنے میں بہت دخل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے مرد و عورت کو ایک دوسرے کے راگ کی آواز سُننے سے منع کیا ہے۔ کئی ایسے واقعات دیکھے گئے ہیں۔ جن میں مرد عورتوں کی سُریلی آواز سُن کر اور عورتیں مردوں کا گانا سُن کر انپر عاشق ہو گئی ہیں۔ اور اس طرح اپنے خاوندوں سے بے وفائی کا ثبوت دیتی ہیں۔ یہ آواز کا ہی جادو ہے کہ بعض عورتیں اچھے گویّوں سے شادی کرنا چاہتی ہیں۔ جس طرح حیوانوں میں قوّت شامہ (یعنی خاص غدودوں کی بُو) شہوانی جذبات کو اُبھارتی ہے۔ اسی طرح پرندوں میں نَر کی دلکش آواز مادہ کے دل کو بھاتی ہے۔ اور اسکی شہوت کو تیز کرتی ہے۔

کپڑوں سے ڈھکا ہوا جسم برہنہ پن سے کیوں زیادہ محرک ہے انسان کو تہذیب اور تمدّن کے ابتدائی مراحل میں شہوت کو اُبھارنے کے لئے کسی خارجی محرک کی ضرورت نہ تھی۔ اور یہ فعل اس میں طبعی جذبے کے ماتحت ظہور پذیر ہوتا تھا۔ جس طرح اب بھی بعض جنگلی اقوام اور حیوانوں میں (جو ننگے رہتے ہیں) ہوتا ہے۔ جب انسان نے تمدّن اختیار کیا اور اسکے اندر اخلاقی قویٰ کی نشوونما شروع ہوئی۔ تو اسکو اپنا ستر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ڈھانپنے کے لئے لباس کی ضرورت پڑی - اس مہذب اور متمدن زندگی کا یہ نتیجہ ہوا - کہ انسان کی شہوت کو اُبھارنے کے لئے بعض مصنوعی تحریکوں کی ضرورت پڑی - اور وہ آج ہم کو اعلیٰ اور فاخرہ لباس - زیور اور دیگر زینت کے سامانوں کی شکل میں نظر آ رہی ہیں - عورت کے زیورات اور لباس اور دیگر زینت کے سامان طبعاً انسان کے لئے محرک ہوتے ہیں - اسکی وجہ یہ ہے کہ فیشن کے اثر کے ماتحت عورت میں بعض مصنوعی زنانہ خصوصیات پیدا ہو گئی ہیں - جن کا اُتار (یعنی برہنگی) باوجود اس امر کے کہ برہنہ پن زیادہ زبردست محرک ہے - پھر بھی اس کا اثر اُلٹا ہوتا ہے - اور دل میں نفرت پیدا ہو جاتی ہے - اسکے علاوہ لباس وضع قطع میں کچھ مبالغہ پیدا کر دیتا ہے اور اُن کی خوبصورتی کو زیادہ کر دیتا ہے - جس کی وجہ سے برہنہ پن کی نسبت کپڑوں سے ڈھکا ہوا حصہ زیادہ تحریک پیدا کر سکتا ہے -

ایک دلچسپ اعتراض اور اس کا جواب بعض معترضین یہ کہتے ہیں - کہ اسلام نے چونکہ پردہ کا حکم دیا ہے - اسلئے مسلمانوں کو عورتوں کی طرف دیکھنا - اور ان سے مصافحہ کرنا ایک اعجوبہ معلوم ہوتا ہے - اور چونکہ وہ اس بات کے عادی نہیں ہوتے - اسلئے غیر عورت کو دیکھ کر یا اس سے مصافحہ کر کے تحریک پیدا ہوتی ہے - اگر وہ ہماری طرح عورتوں کو آزادی دیں - اُن سے کھلا میل جول رکھیں اور اُن کی طرف دیکھنے اور اُن سے ہاتھ ملانے کے عادی ہو جائیں - تو ان میں ہرگز شہوت کے خیال پیدا نہ ہونگے - نیز یہ کہ ہندوستان چونکہ گرم ملک ہے اسلئے یہاں کے لوگ عورتوں کو دیکھ کر یا اُن سے مصافحہ کر کے برداشت نہیں کر سکتے - مگر ولایت چونکہ سرد ملک ہے اسلئے وہ لوگ اپنے جذبات کو قابو میں رکھ سکتے ہیں -

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہندوستان گرم ملک ہے - مگر معترض کو معلوم ہونا چاہیئے کہ غذا کا اثر آب و ہوا کے اثر پر غالب ہے - وہ قوم جو شراب کو پانی کی طرح استعمال کرے - اور خنزیر کا گوشت کھائے - انکو اگر عورتوں سے کھلے میل جول کی اجازت دیجائے - تو نتیجہ یقیناً گرم ملک کی نسبت زیادہ خطرناک ہوگا -

شراب نوشی اور خنزیر خوری کا اثر یاد رکھو کہ شراب قوائے عقلیہ پر پردہ ڈال دیتی ہے - شرم و حیا کے جذبہ کو کم کرتی ہے اور ساتھ ہی شہوت کو بڑھاتی ہے - اسی طرح خنزیر کا گوشت بھی شہوت کو زیادہ کرتا ہے - عورت پر شراب کا یہ اثر ہے کہ اسکی خواہش اس سے بڑھ جاتی ہے - اور اس میں مرد کے بُرے خیالات کا مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں رہتی - چنانچہ پروفیسر فورل جرمنی کے مشہور سائنٹسٹ لکھتے ہیں کہ ایک نیک اور باعصمت عورت جو کسی مرد کو زیادہ بے تکلف نہ ہونے دیتی ہو - وہی عورت شراب پی کر اسکو انتہائی بے تکلفی کی اجازت دیدے گی - مگر اسکے برخلاف گو گرم ملک میں خواہش جماع بڑھ جاتی ہے - مگر یہ کہاں لکھا ہے کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گرمی سے قوائے عقلیہ پر بھی پردہ پڑ جاتا ہے؟ پس جب تک مرد و عورت کے قوائے عقلیہ اور اخلاقی طاقتیں درست اور مضبوط ہوں۔ اسوقت تک گرمی اسکو ایسے حیا سوز اور بعید از اخلاق تعلّقات کا مرتکب ہرگز نہیں بنا سکتی۔

شہوانی قویٰ میں تحریک

باقی رہا یہ خیال کہ زیادہ میل جول رکھنے سے چونکہ انسان عورتوں کو دیکھنے کا عادی ہوجاتا ہے۔ اسلئے اسکے لئے وہ اعجوبہ نہیں رہتی۔ کیونکہ انسان کا یہ قاعدہ ہے کہ اس کی شہوت کو وہی چیز برانگیختہ کرتی ہے۔ جو منشّی ہو۔ اور جس میں اعجوبہ ہو۔ (ممنوع پھل اپنا اعجوبہ کھو دیتا ہے۔ جب یہ معلوم ہوجائے کہ وہ ممنوع نہیں)۔ اسکے متعلّق یہ عرض ہے کہ انسان کی خواہش کے محرک کئی ہیں۔ مثلاً دلکش آواز کا سُننا۔ حُسن کا دیکھنا۔ جسم کو چُھونا۔ بعض برہنہ حصّوں کو دیکھنا۔ ان میں سے ہر ایک محرک بعد میں آنے والے محرک سے طاقت میں کم ہے۔ مثلاً آواز کا اثر سب سے کم اور معانقہ اور برہنہ حصّوں کے دیکھنے کا اثر سب سے زیادہ ہے۔ شہوت کو برانگیختہ کرنے کے لئے انسان بتدریج ان مختلف تحریکوں سے کام لیتا ہے۔ اب دماغ کا یہ قاعدہ ہے کہ کسی تحریک کا اثر دماغ پر اتنا ہی کم ہوجاتا ہے جتنا لمبا عرصہ وہ اس پر اثر کرتی رہے۔ مثلاً آنکھ اگر کسی چیز کو بار بار دیکھتی رہے تو آہستہ آہستہ وہ دماغ پر اتنا اثر نہیں کر سکتی جتنا پہلے کر سکتی تھی۔ گویا دماغ کو بھی انواع و اقسام کے محرک چاہئیں۔ جو وقتی طور پر اپنا اثر کریں*۔ مثلاً عورتوں کے زیور اور لباس ہمارے لئے محرک ہیں۔ لیکن اگر وہی لباس روز روز ہمارے سامنے آئے۔ تو اسکی طاقت (بلحاظ محرک ہونے کے) کم ہو جائیگی۔ یہی وجہ ہے کہ عورتوں میں رنگا رنگ کے کپڑے پہننے اور آئے دن نئے نئے فیشن اختیار کرنے کا مادّہ طبعاً پایا جاتا ہے۔ اور یہ اسی طبعی قانون کے ماتحت ہے کہ دماغ کے لئے ایک ہی قسم کا محرک ناکافی ہوجاتا ہے (یہی وجہ ہے کہ برہنہ پن ہمارے لئے اتنا محرک نہیں ہوتا)۔ عورتوں میں جلدی جلدی فیشن تبدیل کرنے کی خواہش مرد کی اس خواہش کا نتیجہ ہے کہ وہ اپنے آپ کو خوش کرنے کے لئے مختلف قسم کے محرک چاہتا ہے۔

اس اصل کے ماتحت اب ہم دیکھتے ہیں کہ مرد و عورت کے کُھلے میل جول کا کیا نتیجہ ہوگا۔ جب انسان پہلی دفعہ کسی عورت کا راگ سُنتا ہے۔ تو اگر وہ راگ اسکی خواہش کے مطابق ہو۔ تو اسکو اسکی طرف رغبت پیدا ہوجاتی ہے۔ بار بار سُننے کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ دماغ کے لئے پھر وہ آواز محرک نہیں رہتی۔ اور دل چاہتا ہے کہ اب اور کسی قسم کا محرک ہو۔ اور یہ جذبہ بڑھتے بڑھتے یہاں تک پہنچتا ہے کہ اسکے دیکھنے کو

---

* نوٹ۔ اور دوسرا محرک تب ہی مؤثر ہوگا جبکہ اس محرک سے جو اپنا اثر کھو بیٹھا ہے۔ طاقت میں زیادہ ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جی چاہتا ہے۔ اس کا حُسن پہلی دفعہ اسکو اپنی طرف راغب کر لیتا ہے۔ مگر تھوڑے عرصہ کے بعد اسکی شکل اس کے لئے محرک کا کام نہیں دے سکتی۔ اور اس کا دل اس سے زیادہ زبردست محرک چاہتا ہے، یعنی اسکو چھوتا ہے اور ہاتھ ملاتا ہے۔ پھر ہاتھ کا ملانا اس کے لئے کافی نہیں ہوتا۔ اور معانقہ کرنیکو جی چاہتا ہے۔ اسکے بعد پھر بعض خاص حصوں کو چھونے اور برہنہ کرنے کو جی چاہتا ہے۔ جس کا نتیجہ وہ انتہائی قرب ہوتا ہے۔ جو تمدن اور اخلاق کی بُنیادوں کو ہلا دیتا ہے۔ مثال کے طور پر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اپنی بیوی جب وہ نئی نئی ہمارے گھر میں آتی ہے۔ تو اجنبیت کی وجہ سے اس کی ہر حرکت ہمارے لئے محرک ہوتی ہے۔ گویا اسکی آواز۔ اس کا حُسن۔ اسکو چھونا ہر ایک زبردست محرک ہوتا ہے۔ مگر جُوں جُوں ہم اس کی آواز شکل اور جسم کے ساتھ مانوس ہوتے جاتے ہیں۔ اور بے تکلّفی بڑھتی جاتی ہے۔ تُوں تُوں ان کی تحریک پیدا کرنے کی طاقت بھی کم ہوتی جاتی ہے۔ مگر خواہش دب نہیں جاتی۔ صرف اتنا ہوتا ہے۔ کہ جلدی برانگیختہ نہیں ہوتی✣۔ (اور اس میں بھی حکمت ہے۔ ورنہ اگر عورت ہمیشہ کے لئے ایسی ہی زبردست محرک رہتی تو انسان شادی کے پہلے چند ہفتوں کی طرح کثرت سے اپنے آپکو تباہ کر لیتا) یعنی اس کی خواہش کو اُبھارنے کے لئے زیادہ زبردست محرّک کی ضرورت ہوتی ہے مثلاً معانقہ وغیرہ۔ اسی طرح سوسائٹی میں اگر عورتوں سے بے تکلّفی بڑھ جائے۔ تو بے شک اُن کی آواز۔ حُسن۔ اور مصافحہ شہوانی جذبات کو اتنا نہیں اُبھارتا جتنا کہ شروع میں۔ مگر یہ نہیں ہوتا کہ وہ جذبات ہمیشہ کے لئے مر جائیں۔ وہ صرف وقتی طور پر دب جاتے ہیں۔ یعنی انکو اُبھارنے کے لئے زیادہ تیز محرک کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور جب ایسے حالات پیدا ہو جائیں۔ جو شہوت کو اُبھاریں۔ تو انسان اس آخری محرّک (انتہائی قرب) کو استعمال کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ پھر عورتوں کی طرف بار بار دیکھنے یا اُن سے مصافحہ کرنے کے دو ہی نتائج ہو سکتے ہیں۔ یا تو انسان انکے اثر کے نیچے دبتا جائیگا۔ اور بے تکلّفی بڑھتی جائیگی (جسکا نتیجہ خطرناک ہوگا) یا پھر انسان بُری تحریکوں کا مقابلہ کریگا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ اسکی اخلاقی اور روحانی طاقتوں کو بُری تحریکوں کا لگاتار مقابلہ کرنا پڑیگا جس میں اسکی یہ طاقت آخر کار خرچ ہو جائیگی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ اسکے لئے آنکھ یا مصافحہ محرک نہ رہیگا۔ مگر اس سے اسکی خواہش دب نہیں جائیگی بلکہ اسکی جگہ اس سے زیادہ تیز محرک اس کام کو ہاتھ میں لے لیگا۔ جسکا انجام آخر وہی ہوگا جو اوپر بتایا گیا ہے ؎

بے تکلّفی بڑھ جانے سے شہوانی قویٰ میں تحریک کم ہوتی ہے۔ مگر خواہش بالکل دب نہیں جاتی

✣ حاشیہ۔ اور جب باطنی تحریک سے شہوت صادق پیدا ہو۔ یا کوئی غیر معمولی خارجی محرک شہوت کو اُبھار دے۔ تو پھر بیوی کی آواز۔ شکل۔ اور جسم جو عام حالات میں محرک نہ تھے۔ جذبۂ شہوت سے رنگین ہو کر محرک بن جاتے ہیں۔ منہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسوۂ سیّد الانام

بجواب
محمد صاحب از روئے اسلام

(نمبر ۲)

(گذشتہ سے پیوستہ)

معیارِ صحیحہ کا غلط استعمال

مگر جہاں میں اپنے پادری صاحب کے اس اصل کے لکھنے پر اپنی بہت بڑی مسرت کا اظہار کرتا ہوں وہاں میں افسوس سے یہ بھی کہنا چاہتا ہوں۔ کہ ہمارے مکرّم پادری صاحب نے اِس زرّین اصل کو تسلیم کرتے اور اسے مانتے ہوئے ہمارے نبی کریم صلعم کے زمانہ پر اسے بالکل ہی اُلٹ چسپاں کیا ہے۔ اور اس طرح پڑھنے والے کے دل کو حقیقت و اصلیّت سے کوسوں دُور رہنے جانا چاہا ہے۔ بھلا کون نہیں جانتا۔ کہ عرب کی حالت اُس زمانہ میں جس میں ہمارے آقا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے۔ حد درجہ کی قابلِ نفرت اور لائقِ صد ملامت تھی۔ وہ گو انسان کہلاتے اور انسانوں ہی کے سے اعضاء و جوارح رکھتے تھے۔ مگر حیوانوں سے بدتر اور اُن سے بھی اَضل تھے۔ وہ دنیا میں بستے تھے۔ مگر دنیا میں رہ کر نہ دنیادار بنتے اور نہ ہی دیندار۔ وہ اُن حیا سوز افعال کو بکثرت کرتے اور اُنپر مداومت اختیار کرتے تھے۔ جو آجتک دنیا کے ہر ایک طبقہ میں باوجود صدہا قسم کے اختلافات کے قبیح مانے جاتے اور بُرے قرار دیئے جاتے ہیں۔ وہ زنا کرتے اور شب و روز کرتے۔ مگر فخر کرتے اور علانیہ اپنے قصائد میں ان گندی باتوں کا ذکر مزے لیلے کر کرتے۔ وہ شرابیں پیتے۔ اور جوئے کھیلتے۔ اور ان امور پر بھی وہ ناز کرتے اور فخریہ ان افعالِ سیّئہ کا ذکر اپنی مجالس میں لاتے۔ وہ لُوٹ اور ڈاکہ مارتے۔ وہ یتیموں کا مال کھاتے۔ وہ زندہ اور جاندار لڑکیوں کو مار ڈالتے۔ وہ خونخوار اور وحشی درندوں کی طرح اپنے بھائیوں سے لڑتے اور انہیں تلواروں کے گھاٹ اُتارتے۔ وہ ہر بُرے کام میں لذّت محسوس کرتے اور ہر ایک بدی پر اوروں سے سبقت لیجانیکی کوشش کرتے۔

پھر وہ علوم دنیاوی سے محض نابلد تھے۔ اور کوچۂ روحانیت سے بہت دُور۔ وہ خدا کو چھوڑ بیٹھے تھے۔ اور اپنے خود تراشیدہ بُتوں پر گر چکے تھے۔ وہ اپنے اللہ کی مخلوق ہو کر اپنے سروں کو اُن بےجان اور بے روح بُتوں کے آگے جُھکاتے۔ جو نہ دیکھتے اور نہ سُنتے۔ جو نہ مدد کرتے اور نہ خود اپنے آپکو ہی نقصانات سے بچا سکتے۔ غرضکہ انسان ہو کر وہ مجسّم شیطان ہو گئے۔ اور اشرف المخلوقات کہلا کر اذل ترین مخلوقات میں وہ جاملے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مگر باوجود عرب کی اُس حالتِ ستّئیہ کے جسکی سچّائی پر تواریخ اور کتبِ قدیمہ شاہد ہیں۔ ہمارے پادری صاحب نے اس اصل کا ذکر کرتے ہوئے اِن حالات کا اندراج محض اسلئے نہ کیا۔ کہ اس طرح رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت کا اظہار ہو گا۔ اور آنحضورؐ کی راستبازی کا اعلان۔ اور تب ہر یک کہہ سکیگا۔ کہ جب لوگوں کی حالتیں اس درجہ تک مسخ ہو چکی تھیں۔ تو ضرور اُس وقت کا عظیم الشان مصلح اپنے دعوئے رسالت میں سچا اور راستباز ہو گا۔ اور وہ حقیقتاً منجانب اللہ ہو گا۔ سو افسوس اور ہزار افسوس کہ دیدہ و دانستہ پردہ ڈال دیا گیا۔ اور اس طرح اس معیارِ صحیحہ کے استعمال کرنے میں زمین اور آسمان کا فرق کر دیا گیا۔

یا للعجب

ہمارے مکرم پادری صاحب۔ اس معیار کا ذکر کرتے ہوئے اہلِ عرب کی حالت جو بیان کرتے ہیں۔ وہ قارئینِ کرام اگر پڑھیں تو یقیناً حیران و ششدر رہ جائیں۔ اور حیرت و استعجاب سے اُن کے بیانات کا مطالعہ کریں کیونکہ وہ اِس باب میں خاص زور اس بات پر دیتے ہیں کہ اُسوقت کے اہلِ عرب نہایت عمدہ اور اعلیٰ حالت میں تھے وہ نیکی و تقویٰ میں کمال رکھتے تھے۔ وہ بدیوں سے بچتے اور حسنات پر قائم رہتے تھے۔ وہ خدائے واحد کا علم رکھتے اور اُس کے تقرب میں بڑھنے کی ہر ممکن کوشش کرتے تھے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ:۔

"محمد صاحب کی پیدائش سے بہت پیشتر خدا تعالیٰ کا علم عربوں کو حاصل تھا۔ اور اُسکی پرستش ہوتی تھی" صـ۲

اور پھر لکھتے ہیں کہ:۔

"واحدِ حقیقی خدا کا علم عربوں سے بالکل پوشیدہ نہ تھا" صـ۲

اور پھر اپنے اِس دعویٰ کی تقویت میں وہ چند دلائل بھی پیش کرتے ہیں۔ اور اس طرح اپنی اس بات کو مدلّل ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ میں اِسجگہ اُن کے دلائل مزعومہ خود اُنہی کے الفاظ میں نمبروار درج کئے دیتا ہوں۔ تا اُن کے جوابات پڑھنے سے احبابِ کرام دونو کا موازنہ کر سکیں اور کسی صحیح اور درست نتیجہ پر پہنچ سکیں۔

دلیل اوّل:۔ سب سے پہلی دلیل جو وہ اپنے اِس دعویٰ کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ وہ مؤرّخ ابو الفداء کی ایک تحریر ہے جس میں وہ لکھتا ہے کہ اہلِ عرب:۔

"کعبہ کا حج کیا کرتے تھے۔ اور وہاں وہ عمرہ اور احرام باندھا کرتے۔ اور طواف کرتے اور دکوہ صفا ومروہ پر) دوڑتے اور کنکر پھینکتے۔ اور ہر تین سال کے بعد ایک ماہ اعتکاف میں بیٹھتے۔ وہ ختنہ کرتے اور چور کا داہنا ہاتھ کاٹا کرتے تھے" صـ۲

دلیلِ دوم:۔ دوسری دلیل وہ اپنے اس دعویٰ کے اثبات میں یوں پیش کرتے ہیں کہ:۔

"کئی موحد ایماندار تھے۔ جو حنیف کہلاتے تھے۔ اور وہ مروّجہ بُت پرستی سے کنارہ کش تھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور صرف واحد خدا کی پرستش کرتے تھے۔" صلا

دلیلِ سوم۔ تیسری دلیل جو کہ نہایت ہی عجیب و غریب ہے، وہ مصنّف رسالہ ان الفاظ میں تحریر کرتے ہیں کہ:-

"اسلام سے ماقبل تصنیفات میں اہلِ عرب کے ادنیٰ دیوتا لات کہلاتے تھے۔ لیکن جب اُسکے ساتھ حرف تعریف ال لگایا جاتا۔ تو ال لات جسکا مخفف اللہ ہے وہ خدا تعالیٰ کا نام ہو جاتا۔" صلا

دلیلِ چہارم۔ اسکے بعد چوتھا ثبوت وہ اپنی ذیل کی عبارت میں پیش کرتے ہیں۔ جس کے الفاظ یوں ہیں:-

"بُت پرست شاعر نبیکا اور لبید دونو نے لفظِ اللہ کو بار بار خدا تعالیٰ کے معنی میں استعمال کیا۔ اور سبعہ معلقہ میں بھی یہ لفظ اسی معنی میں مستعمل ہے۔ محمدؐ صاحب سے بہت زمانہ پیشتر مکّہ کے کعبہ کو بیت اللہ کہا کرتے تھے۔" صلا

دلیلِ پنجم۔ آخری اور پانچواں ثبوت وہ ایک ظنی اور خیالی امر قرار دیتے ہیں۔ یعنی یہ کہ:-

"یہودی اور مسیحی اہلِ کتاب بمقابلہ مشرکین زیادہ عالم اور بارسوخ لوگ تھے۔ اور انہوں نے اہلِ عرب کے مذہب پر بہت تاثیر کی ہوگی۔" صلا

احباب کرام! یہ وہ پانچ ثبوت ہیں جنکو ہمارے پادری صاحب نے بہت بڑے تفکّر اور ایک لمبے غور کے بعد اس طرز پر اپنے رسالہ میں جمع کیا۔ اور جن کے بیان کرنے سے اُنکی غرض صرف اِسی قدر ہے کہ جب کہ اہلِ عرب کعبہ کا حج کرتے۔ اور واحد حقیقی خدا کی عبادت کیا کرتے تھے۔ جبکہ وہ اپنے مولیٰ کا علم رکھتے اور اپنے اشعار میں اُس کا ذکر لاتے تھے۔ جبکہ وہ ختنہ کراتے اور کعبہ کو بیت اللہ کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ تو پھر کس لئے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم اُنکی اصلاح کی خاطر کھڑے ہوئے اور اُنہیں پاکیزہ و مطہّر بنانے آئے۔ جبکہ وہ پہلے سے ہی پاک و مطہّر تھے۔ اور پہلے سے ہی نیک و شریف۔ بیمار ہی کے لئے ڈاکٹر کی ضرورت ہوتی ہے۔ نہ کہ تندرست کے لئے۔ اور کمزور ہی کے لئے سہارے کی حاجت ہوتی ہے۔ نہ کہ قوی ہیکل اور مضبوط کے لئے۔ پس اہلِ عرب جبکہ روحانیت کے پہلو سے نہایت ہی تندرست اور مضبوط تھے۔ تو ہرگز کسی مصلح اور ریفارمر کی اُنہیں حاجت نہ تھی۔ اور بلا حاجت اور بغیر ضرورت کے اپنے آپکو خدائی رسول کہنے والا کبھی بھی صادق اور راستباز نہیں ہو سکتا۔

اُنکی دوسری غرض میرے نزدیک یہ بھی ہے کہ وہ اہلِ عرب کو نیک ثابت کرتے ہوئے رسولِ کریم صلعم کی اُس معجزانہ تائید اور معجزانہ نُصرت کو ہماری آنکھوں سے اوجھل کرا دیں۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ نمایش ظاہر فرمائی۔ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شبانہ روز دعاؤں کو۔ حضورؐ کی کوششوں اور سعیوں کو۔ حضورؐ کی اُن تکالیف کو جو حضورؐ نے اعلاءِ کلمۃ اللہ میں برداشت کیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر نا معلوم شریعت کی منسوخی کا عقیدہ کیوں اختراع کیا گیا۔ بالخصوص جبکہ حضرت مسیحؑ نے کبھی نہ فرمایا۔ کہ میں شریعت کو موقوف کرنے آیا ہوں۔ ہاں نجات کے تنگ دروازے سے نہ گذر سکنے والوں نے کہنا شروع کیا۔ کہ "اس (یسوع) نے اپنا جسم دے کے احکام کی شریعت کو جو قانونوں سے محیط ہے موقوف کیا" (افسیوں ۲/۱۵) بلکہ یہاں تک کہدیا کہ "راستبازی اگر شریعت سے ملتی ہے تو مسیح عبث مؤا"، (گلتیوں ۲/۲۱) لیکن سوال تو یہ ہے۔ کہ کیا حضرت مسیحؑ نے بھی کبھی کہا۔ کہ میں شریعت موقوف کرنے آیا ہوں؟ نہیں اور ہرگز نہیں بلکہ آپ تو ہمیشہ یہی فرماتے رہے کہ "یہ گمان مت کرو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابیں منسوخ کرنے آیا۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پوری کرنے آیا ہوں" (متی ۵/۱۷) "آسمان اور زمین کا ٹل جانا شریعت کے ایک نقطے کے گھٹ جانے سے آسان ہے"۔ (لوقا ۱۶/۱۷) حضرت مسیحؑ پر ہی بس نہیں بلکہ مقدس پولوس بھی فرماتے ہیں:۔ "جو کوئی ان سب باتوں کے کرنے پر کہ شریعت کی کتاب میں لکھی ہیں قائم نہیں رہتا ملعون ہے"۔ (گلتیوں ۳/۱۰)

"اقرار کرتا ہوں کہ جس راہ کو وے بدعت کہتے ہیں اسی کے مطابق میں اپنے باپ دادوں کے خدا کی بندگی کرتا اور سب کچھ جو شریعت اور نبیوں میں لکھا ہے یقین جانتا ہوں" (اعمال ۲۴/۱۴)

اندریں حالات ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ مندرجہ بالا اقوال منسوخی کیونکر صحیح ہو سکتے ہیں۔ کیا وہ ایسی ہی متضاد باتیں لکھا کرتے تھے۔ اور بالفرض اگر انہوں نے ایسا لکھ بھی دیا ہو۔ تو ایک سچے عیسائی کے لئے کیا ضرور ہے۔ کہ وہ حضرت مسیحؑ کے بیّن اور صریح فرمان کی تغلیط کرتا ہؤا ایسی باتوں کا اعتقاد کرے۔ عیسائی دوستوں کا فرض ہے۔ کہ وہ شریعت کے باب میں انجیلی بیانات میں تطابق کریں۔

کہا گیا ہے۔ کہ شریعت سے چونکہ راستبازی حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لئے وہ موقوف ہے حالانکہ اوّلاً تو یہ کوئی وجہ نہیں۔ کیونکہ اگر ایسی ہی بات تھی تو پہلے دی کیوں گئی۔ لیکن تاہم یہ بات انجیل کے صریح خلاف ہے۔ حسب ذیل حوالجات ہمارے بیان کے مؤید ہیں:۔

(۱) "شریعت پر عمل کرنے والے راستباز ٹھیرائے جائینگے" (رومیوں ۲/۱۳)

(۲) "اور وے دونوں (زکریاؑ اور انکی بیوی) خدا کے حضور راستباز اور خداوند کے سارے حکموں اور قانونوں پر بے عیب چلنے والے تھے"۔ (لوقا ۱/۶)

بلکہ لکھا ہے۔ کہ شریعت پر قائم نہ رہنے والا ملعون ہے (گلتیوں ۳/۱۰) اور یہ بالکل سچی بات ہے۔ کیونکہ اسکے حکم بھاری نہیں (۱۔یوحنا ۵/۳)

اب میں اہل عیسائیت سے پوچھتا ہوں۔ کہ شریعت کی منسوخی یا موقوفی کے لئے انکے پاس حضرت مسیحؑ کی کونسی نص ہے؟ اگر ہے تو مندرجہ بالا آیات کا کیا مطلب ہے؟ اگر نہیں ہے۔ اور یقیناً نہیں ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضورؐ کے استقلال اور استقامت کو۔ حضورؐ کی قوّت قدسیّہ کے اثر اور اسکی عظمت کو۔ غرضیکہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی مکّی اور مدنی زندگی کے پُر کٹھن منازل کو جن میں سے آپؐ باوجود اعداء کی کثرت اور انکی زیادت کے۔ اور باوجود مایوس کُن واقعات اور حالات کے نہایت کامیابی و بامرادی کے ساتھ گذرے۔ محض یہ کہکر ایک نہایت ہی پُر ظلمت پردہ میں چھپا دیں۔ کہ اہلِ عرب تو پہلے ہی قبول حق کے لئے بالکل طیار تھے۔ پھر کیا ہُوا اگر محمد مصطفےٰ صلعم نے انہیں اُسی حج اور اُسی اسٹائل میں کعبہ کی طرف بلایا۔ جسپر لوگوں نے دوڑتے ہوئے اُنکی آواز پر لبّیک کہدیا۔ بھلا کونسی خدائی نصرت ہوئی اور کیسی الٰہی تائید۔ جبکہ پہلے سے ہی وہ لوگ انہی باتوں کو چاہتے تھے اور انکی خواہش اور تڑپ رکھتے تھے۔ پس گو کہ اُن پانچ دلائل سے مکرّم پادریصاحب کے دو ہی اعتراض رسولِ کریم صلعم پر پڑتے ہوں۔ مگر خدا نے چاہا۔ تو مَیں اُن کی ہر ایک بات کا جواب علیحدہ علیحدہ بھی تحریر کرونگا۔ اور اس طرح اپنی پوری کوشش اور سعی سے اُنکے دلائل کی کمزوری کو آشکارا کرونگا۔ بحولہٖ وبقوتہٖ ؎

اہلِ عرب کی حالتِ زار سب سے پہلی بات جسکی تفصیل بیان کرنیکا میرے قلب کے ہر ذرّہ میں اک جوش ہے اور جس کا بیان کرنا مَیں نفسِ مضمون کیلئے نہایت ضروری دیکھتا ہوں۔ وہ وہی اہلِ عرب کی حالتِ سیئہ کا ذکر ہے۔ کیونکہ جب اس امر کو بدلائل ثابت کر دیا جائے۔ کہ اہلِ عرب فی الواقع ظلمت و تاریکی کے انتہائی درجہ میں گر چکے تھے۔ اور وہ انسان کہلاتے ہوئے انسانوں کے لئے باعثِ عار بنے ہوئے تھے۔ اور وہ اشرف المخلوقات کے لقب سے ملقب ہوتے ہوئے حیوانات اور نباتات بلکہ جمادات کی صفت میں جا ملے تھے۔ اور وہ قوّت بینائی رکھتے ہوئے اندھے تھے۔ اور قوّت شنوائی رکھتے ہوئے بہرے۔ تو پھر ہر ایک انسان اِس مصنّفِ رسالہ کے تمام اُن دلائل اور اُنکے نتائج کی مجموعی طور پر جرأت اور دلیری سے کماحقہٗ تردید کر سکیگا۔ جن کی بناء پر اِن شکوک و شبہات کو پیدا کر دیا گیا ہے۔

سو مَیں اہلِ عرب کی حالتِ زار ظاہر کرنے کے لئے آپ لوگوں کی توجہ آج سے تیرہ سو برس پیشتر کے اُس زمانہ کی طرف پھیرنی چاہتا ہوں۔ جسکو آج بھی مشرق سے لیکر مغرب تک اور شمال سے لیکر جنوب تک ساری کی ساری دنیا زمانۂ جاہلیت کے نام سے موسوم کر رہی ہے۔ اور آج بھی اُس زمانہ کے حالات و واقعات کا مطالعہ کرتے ہوئے اُس پر خون کے آنسو بہا رہی ہے۔ بھلا اُس زمانہ کے بسنے والے لوگ اگر نیک و پاک ہوتے۔ اوصافِ حمیدہ اور خصائلِ پسندیدہ کے وارث ہوتے۔ نیکی و تقویٰ میں کمال رکھتے۔ خدائے واحد کی عبادت اور اُسکی پرستش کا شغل رکھتے زہد و تعبّد میں نامور ہوتے۔ بدیوں اور ہر قسم کی بُرائیوں سے بچتے۔ خونخواری اور درندگی سے اپنے بھائیوں کو نہ پھاڑتے۔ ظلم اور تعدّی سے ہمیشہ محترز رہتے۔ حیا سوز اور ناقابل بیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

افعال کے وہ مرتکب نہ بنتے۔ لڑکیوں کو زندہ بگور نہ کرتے۔ یتیموں کا مال نہ کھاتے۔ پھر شرابیں نہ پیتے۔ اور زنا نہ کرتے۔ جوئے نہ کھیلتے۔ اور اپنی لونڈیوں سے خود بدکاری نہ کرواتے۔ اور بالآخر ان امورِ متذکرہ بالا میں وہ لذّت اور سرور محسوس نہ کرتے۔ اور انہیں اپنی زندگی کا ایک لازمہ تصوّر نہ کرلیتے۔ بلکہ ان کا نام سُننے سے ہی وہ کوسوں بھاگتے۔ دوسروں کو روکتے۔ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا وِرد جاری رکھتے۔ تو کیوں اور کس لئے اُس زمانہ کو زمانۂ جاہلیت کا لقب دیا جاتا۔ اور اُسے اِسی نام سے موسوم کیا جاتا۔ لوگوں کو بھلا کیا ضرورت پڑی تھی۔ کہ اُس سارے زمانہ کا یہ نام ہی تجویز کرلیا۔ اور اُسے ہمیشہ تک کے لئے یہ لقب دیدیا۔ پس مَیں سب سے پیشتر اِسی زمانے کے نام کو لیتے ہوئے جس سے غالباً ہمارے پادری صاحب بھی اچھی طرح واقف ہو نگے اُن کے دلائل کی تردید کرتا اور اُنہیں باطل ٹھیراتا ہوں۔ اور مَیں اُنہیں کہنا چاہتا ہوں کہ تواریخ مِٹ نہیں گئیں۔ کُتب قدیمہ ضائع نہیں ہوگئیں۔ بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں کتب خانوں میں لاکھوں بلکہ کروڑوں کتابیں موجود ہیں۔ آپ وہاں جائیں۔ اور جا کے کسی تاریخی کتاب کو اُٹھائیں۔ اور بعثتِ نبوی سے ماقبل حالاتِ عرب کا مطالعہ کریں۔ تو یقیناً آپکو میری اِن تمام باتوں کی تصدیق کرنی پڑیگی۔ اور اسطرح اپنے دلائل مذکورہ کو واپس لینا ہوگا۔

ہندوستان میں مذہب اسلام کیونکر پھیلا

شیخ شریف ابن ملک اپنے بھائی ملک بن دینار اور بھتیجے ملک بن حبیب اور چند مصاحبوں کے ساتھ ملابار میں تشریف لائے جب کرانگا پور پہنچے تو وہاں کے راجہ نان سے خود ملاقات کی۔ انکی نیکی اور پرہیزگاری سے متاثر ہوکر اسلام قبول کرلیا۔ اس کی رعایا نے بھی اس کی پیروی کی۔ تین برگزیدہ بزرگ بطور واعظ اس کی سلطنت کے مختلف حصوں میں پھرے۔ اسلام کی روشنی پھیلائی۔ اور مختلف شہروں میں مسجدیں تعمیر کرائیں۔ مسلمان تجار جو بغرض تجارت عرب و ایران سے مغربی ساحل پر آ رہے تھے ان سے وہاں کے سرداراور عام لوگ نہایت خوش خلقی سے پیش آتے تھے اس طرح انکو اسلام کی پُرامن دعوت دینے اور اسکے اوصاف حمیدہ بیان کرنے کا نہایت عمدہ موقع ہاتھ لگ جاتا تھا اس اتحاد و ارتباط باہمی نے مشرقی کنارے پر تبلیغ اسلام ہونے میں مدد دی، اور وہاں سے دیگر بزرگوں کے ذریعہ سے اندرون ملک میں پھیل گیا۔ سید نطر شاہ ؒ ایک عالم بزرگ جو ۹۶۶ء و ۱۰۳۹ء کے درمیان ہوئے ترچناپلی میں سکونت پذیر ہوئے۔ یہاں انکے زہد و اتقا اور وعظوں کی برکت سے راوت لوگوں میں اسلام کی اشاعت ہوئی۔ شاہ عبدالحمید جو ۱۵۳۲ء و ۱۶۰۰ء کے درمیان ہو

اشاعت اسلام کیلئے جنوبی حصہ میں گھومے، اور ناگور میں آباد ہو گئے۔ بابا فخر الدین ایک دوسرے بزرگ تھے جنکے عمدہ نمونہ نے اسلام کو جنوبی ہند میں پھیلایا۔ ساحل کے برہمن زمیندار دوسرے پیشہ ور اقوام کو ذلیل اور خوار سمجھتے تھے اور طرح طرح کی انکو تکالیف پہنچاتے تھے ٹراونکور میں ادنیٰ اقوام کو برہمنوں کے نزدیک تک گذرنے کی اجازت نہ تھی۔ شیخ یوسف شمس الدینؒ جو کہ تبریز کے باشندے تھے ان جزائر میں بحیثیت واعظ آئے اور تبلیغ کی۔ بارھویں صدی میں جمابلیا کانے جزیرہ لکدیپ میں اسلام کا چرچا کیا دونو جزیروں کے باشندے اب تک زیادہ تر مسلمان ہیں۔ ۱۳۰۴ء میں ایک بزرگ جنکا نام جہابیرکند اب تھا اسلام کی اشاعت کے لئے دکن میں آئے اور وہاں کے کاشتکاروں کو مسلمان کیا۔

تیرھویں صدی میں سید گیسو دراز نے جو کہ گلبرگہ میں آئے بلگام کے باشندوں کو مسلمان کیا۔ خواجہ کنور حسین ؒ نے سولہویں صدی میں ضلع ناسک میں اور سید محمدؒ اور سید عمرؒ نے ضلع بلگام میں تبلیغ اسلام کا کام سر انجام دیا پنجاب میں ملتان اشاعت اسلام کے لئے پروگرام کر رہا ہے۔ ملک عیسفان (جو ملتان اور کابل کے درمیان واقع تھا) کے راجہ کا بیٹا ایک مرتبہ بیمار ہوا۔ راجہ نے مندر کے پجاریوں کو بلا کر کہا کہ میرے بیٹے کی صحت کیلئے دعا مانگو۔ انہوں نے ایسا ہی کیا اور بادشاہ سے اپنی دعا کی قبولیت کا تذکرہ کیا۔ دفعتہً وہ لڑکا اس بیماری میں فوت ہو گیا۔ اس بناء پر راجہ نے مندر کو مسمار اور پجاریوں کو قتل کرا دیا۔ بادشاہ نے پہلے ہی سے خدا کی وحدانیت اور بتوں کی مذمت عرب کے تاجروں سے سن رکھی تھی اسلئے فوراً ایمان لے آیا۔ اسکی پیروی میں اور بہت سے لوگ ایمان لائے عرب کے مسلمان ہندوستان، لنکا، ترکستان اور چین سے کاروبار تجارت کرتے تھے، جہاں کہیں وہ گئے اسلام کو پھیلاتے رہے۔ راجہ نندا کی پرامن حکومت میں ترقی اسلام خوب ہوئی۔ شماس جس نے سندھ میں حکمرانی کی تھی ایمان لے آیا اور بعد ازاں دوسروں نے بھی اسکی پیروی کی۔ سید یوسف الدین جو کہ شاہ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی اولاد میں سے تھے خواب میں سندھ جانیکا ایما پاکر ۱۴۲۲ء میں وہاں آئے اور دس سال کے عرصہ میں سات سو خاندانوں کو مسلمان کر لیا۔ پیر صدر الدین نے جو فرقہ اسمٰعیلیہ کے مبلغ تھے قوم خوجہ میں سے سینکڑوں کو مسلمان کیا اور ان خوجوں نے اسلام کو مغربی ہندوستان اور بمبئی میں پھیلایا۔ دو اور اسمٰعیلی مبلغوں نے جنکا نام عبد اللہ و نور الدین تھا گیارھویں صدی میں پیر صدر الدین سے قبل اسلام کی تبلیغ بمبئی و گجرات میں کی۔ امام شاہ باشندہ پیرانہ ضلع احمد آباد نے گجرات اور کچھ میں خدمت اسلام انجام دی۔ انکی وفات ۱۵۱۳ء میں ہوئی اب تک پیرانہ میں ہندو اور مسلمان دونو انکے مقبرہ کی عزت کرتے ہیں۔ شیخ اسمٰعیل بخاریؒ ۱۰۰۵ء میں لاہور میں رونق افروز ہوئے۔ انکے دلنشین اور دلربا وعظ نے بے شمار لوگوں کو مسلمان بنا دیا۔ پیر بہاء الحق ملتانی اور بابا فخر الدین پاک پٹنی نے اسلام کو مغربی پنجاب میں پھیلایا۔ بنگال میں بھی تبلیغ اسلام کی کوشش خوب بار آور ثابت ہوئیں۔ راجہ کنس کے بیٹے جیمل نے ۱۴۱۴ء میں اپنے باپ کے مرنے کے بعد اسلام قبول کیا اور جلال الدین محمد اپنا نام رکھا۔ اسکے نیک نمونہ کی تقلید میں سینکڑوں اور مسلمان ہو گئے۔ شاہ اکبر کے عہد حکومت میں کھڑک پور کے راجہ نے اسلام قبول کیا۔ نیچ ذات کی اقوام جو طرح طرح کی اذیتیں اٹھاتی تھیں مسلمانوں کی طرف ہاتھ پھیلا کر دوڑیں۔ شیخ جلال الدین تبریزی بھی جنکا انتقال ۱۲۴۴ء میں ہوا ان بزرگان اسلام میں سے ہیں جنہوں نے اسلام کو بنگال میں پھیلایا۔ شیخ جلال الدین ایرانی نے جو جنوبی آسام میں چودھویں صدی میں اشاعت اسلام کی۔ ایران، خراسان اور ترکستان کے سوداگروں اور سادہ واعظوں نے کشمیر اور تبت میں اسلام کو پھیلایا۔ ایک بزرگ بلبل شاہ نے کشمیر کے راجہ کو چودھویں صدی کے آغاز میں مسلمان بنایا اور اسکا نام صدر الدین رکھا۔ سید علی ہمدانی سات سو سید کے ہمراہ یہاں آگئے اور جا بجا کشمیر میں تکیے بنوا دیے جو کہ اشاعت اسلام کا مرکز بن گئے۔ میر شمس الدین ایک شیعہ واعظ عراق سے آئے اور کشمیر میں بہت سے لوگوں کو مسلمان کیا۔ کشتواڑ کے ایک راجپوت راجہ کو سید شاہ فیروز الدین نے داخل اسلام کیا۔ اسکی رعایا نے بھی اسکی مثال کی پیروی کی۔ کشمیر کے سوداگر اسلام کو تبت میں لے گئے۔ سید جلال الدین نے ۱۲۴۴ء میں بخارا سے ہندوستان آکر مقام اوچ ریاست بہاولپور میں سکونت اختیار کی۔ انہوں نے بے شمار لوگوں کو مسلمان بنایا انکے پوتے سید احمد المعروف بہ مخدوم جہانیاں نے پنجاب میں بہت سے خاندانوں کو مسلمان کیا۔ سید صدر الدین اور [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت خلیفۃ المسیحؑ کی چٹھی (بنام حضور وائسرائے ہند) پر ریویو

(مسلم آؤٹ لک ۱۴ دسمبر ۱۹۲۶ء)

ملکی معاملات کی حالت

وہ خط جسکو ہم اپنی دسمبر کی اشاعت سے آج تک باقاعدہ قسط وار شائع کر رہے ہیں۔ اور جسکی آخری قسط ہمارے کل کے پرچے میں شائع ہوگی۔ کئی لحاظ سے قابل توجہ ہے۔ ہم اس خط کے مطالعہ کی طرف اُن لوگوں کی خاص توجہ پھیرنا چاہتے ہیں۔ جو کہ ہندوستان کی موجودہ بیشمار اور لاینحل مشکلات کا صحیح حل سچے دل سے تلاش کرنا چاہتے ہیں۔ اور جن پر راقم خط نے مدبرانہ سپرٹ کے ساتھ تبصرہ فرمایا ہے۔ راقم کے خیال میں ہندوستان کے موجودہ حالات کے متزلزل اور ناپائیدار صورت کی صحیح وجہ ملک کے اندر بسنے والی اقوام کی آپس میں منافرت ہوتا ہے۔ اور اسلئے ملک کے خیرخواہوں کا اولین فرض یہ ہونا چاہیئے۔ کہ اس قومی منافرت کا تدارک کریں۔ چونکہ یہ سوال گورنمنٹ ہند کی توجہ کے نیچے آیا ہوا تھا۔ اسلئے راقم نے مناسب خیال کیا۔ کہ حالات کو تفصیل وار پیش کیا جائے۔ تاکہ وائسرائے اپنی رائے اور پالیسی کو صحیح طور پر قائم کرے اور پھر اس آپس کی منافرت کے تدارک میں ممد ہو۔ اولاً تو راقم نے یہ ظاہر کیا ہے۔ کہ یہ کہدینا کہ مختلف پارٹیوں اور جماعتوں میں آپس میں دراصل کوئی اختلافات ہی نہیں۔ بے بنیاد اور بے سود بات ہے۔ ثانیاً اس بات کو اہمیت دیکر پیش کیا گیا ہے۔ کہ تمام بحیثیت مجموعی گورنمنٹ اور دیگر اجنبی اقوام سے اختلافات اور ناموافقتیں رکھتا ہے۔ اور دونو کی طرف سے ملک کو اسی طرح تعاون کی ضرورت ہے۔ جیسے کہ خود ہندوستان کو آپس میں ایک دوسرے سے چاہیئے۔ یہ کلیئے ہیں جنکو راقم نے کچھ عرصہ قبل اپنی ایک تقریر میں جو بریڈلا ہال۔ لاہور میں کی گئی تھی۔ پیش کیا تھا۔ مگر ان کی طرف جیسی توجہ چاہیئے تھی۔ نہ دی گئی۔ نہ گورنمنٹ کی طرف سے اور نہ لوگوں کی طرف سے۔ جسکے باعث دونو فریقوں کو نقصان اُٹھانا پڑا۔ پس ان دونو اصلوں کو پھر دوہرا دیا گیا ہے۔ کہ یہی دونو تمام ملکی مشکلات کی جڑ ہیں۔

نااتفاقی کے صحیح اسباب

اسکے بعد راقم نااتفاقی کے اسباب پر غور فرماتا ہے۔ اور بجا طور سے اُن اسباب کے تدارک کی طرف اشد ضروری توجہ دلاتا ہے۔ قومی منافرت اور فسادوں کے بیان میں راقم نے بتایا ہے۔ کہ ان کی وجہ لوگوں کے اندر اُس اخلاقی کمزوری کا پایا جانا ہے۔ جو کہ انکے اندر نہایت گہری جڑیں پکڑ گئی ہے۔ اور جسکی وجہ یہ ہے۔ کہ ہندوستان نے کبھی قومی یا جمہوری حکومت کی شکل نہیں دیکھی ہے۔ پھر بتایا ہے۔ کہ جماعتوں اور پارٹیوں میں اتفاق و اتحاد اُسوقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ ایک دوسرے کے خیالات اور رسومات میں بھی اتفاق نہ ہو۔ اور یہ حالت پیدا کرنے کی صرف ایک ہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صورت ہے۔ کہ لوگ اپنے متفقہ ملکی اور تمدنی مقاصد کے حصول کے لئے متفق ہو کر کام کریں۔ مگر اس کے برخلاف ایسے اتفاق کی عدم موجودگی میں لوگوں کے اختلافات جاری رہتے ہیں۔ بلکہ کئی گنا بڑھتے جاتے ہیں۔ پھر بیان کیا ہے۔ کہ مغلوں کی حکومت کے وقت جب ایک عرصہ تک تمام ہندوستان ایک حکومت کے نیچے تھا۔ تب قومیت کا وجود رونما ہونے لگا تھا۔ اس وجود کی نشوونما کے لئے چونکہ بہت لمبا عرصہ چاہیئے۔ اور اسکی پوری پوری ترقی یافتہ صورت کے لئے بہت سی شرائط کا پورا ہونا لازمی ہے۔ لہذا برٹش گورنمنٹ کے ماتحت اس نے کوئی نمایاں ترقی حاصل نہ کی۔ پاک دشستہ الفاظ والے ریزولیشنوں کے پاس کر دینے سے تو قومیت پیدا نہیں ہو سکتی۔ پہلے اُن نقائص کا دور کرنا ضروری ہے۔ جو کہ تہ میں ہیں۔ اصلاحات کی ضرورت ہے۔ اور خیالات کی رَویں پہلے تبدیل کرنی چاہئیں۔ یہاں تک تو ناقد نے صرف اپنے مضمون کا احاطہ پیش کیا ہے۔ اور یہ گویا تمہید ہے۔ اسکے بعد ان نقائص کا بیان کیا گیا ہے۔ کہ جو ہندوستانیوں کے جمہوری یا قومی گورنمنٹ سے ناآشنا ہونے کی وجہ سے پیدا ہو گئے ہیں۔ یہاں آ کے مضمون کا بہاؤ نہایت شاندار اور روشن ہو جاتا ہے۔

قومی نقائص کا راز فرقہ وارانہ حکومت جو کہ ہندوستان میں ہزارہا سال رہی۔ اُس نے لوگوں کے دلوں کے اندر دو اصول نقش کر دیئے۔ پہلا یہ کہ اپنی قوم کو نفع پہنچانا۔ اور دوسرا یہ کہ باقیوں کو ضرر پہنچانا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جو قوم کبھی حاکم ہوئی یعنی جس قوم سے بادشاہ متعلق ہوا۔ باقی تمام اپنی طاقت کو اسلئے قائم رکھتے۔ کہ یا تو حکومت حاصل کر لیں۔ یا پھر ظلم و تشدد کا مقابلہ کر سکیں۔ ایک شخص یہ خیال کر سکتا ہے۔ کہ یہ خود حفاظتی کی قدرتی خصلت کا اظہار ہے۔ جو انسان میں ودیعت کی گئی ہے۔ اور یقیناً یہ عادت تمام دنیا میں ہر ایک جگہ کام کرتی نظر آتی ہے۔ لیکن ہندوستان میں یہ اسلئے بہت نمایاں دکھائی دیتی ہے۔ کہ یہاں بے شمار مختلف فرقوں کے لوگ اس رسم کو لئے چلے آتے ہیں۔ مگر باقی ممالک میں یہ کسی نہ کسی پہلو سے محدود صورت میں ہے۔ پھر ہندوستان میں تفرقات کی یہ وجہ ہے۔ کہ ہزارہا سالوں سے ہندوستان نے کبھی جمہوری گورنمنٹ نہیں دیکھی جس کا نتیجہ طبعی طور پر یہ ہوا کہ لوگوں میں تنگ خیالی اور تعصب بیجا عادت کے رنگ میں پیدا ہو گیا۔ جب کبھی حکومت کے خلاف کوئی نکتہ چینی پیدا ہوتی۔ فوراً باعث بغاوت ہو جاتی۔ کیونکہ خود مختار حاکم ہرگز نکتہ چینی کو برداشت نہ کر سکتے تھے۔ مذہبی اور تمدنی ناموافقتیں قدرتی طور پر شدید ہوتی گئیں۔ اور منافرت بڑھانے کا باعث ہو کر ملک میں بدنظمیوں کو ظہور میں لاتی رہیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ملکی معاملات اور مذہبی اور تمدنی رسوم نے ملک کے اندر تنازعات کو مستقل صورت میں مستحکم کر دیا۔ پس اب علاج تب ہو سکتا تھا۔ کہ پہلے مذہبی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور تمدّنی اختلافات جن خطرات کا موجب ہو سکتے ہیں - ان کا دفعیہ کیا جاتا - اور پھر ان اصطلاحات پر سلف گورنمنٹ کی درجہ بدرجہ عمارت کھڑی کی جاتی - مشکلات جو پہلی دو اصلاحات سے لاحق تھیں ایسی خطرناک تھیں - کہ سب کو یہ بات نارہ وہ دکھائی دیتی تھی کہ جب کوئی ذمہ واری کا کام کثرت کے ہاتھ میں آجائیگا - تو وہ کثرت قلیل تعداد جماعتوں کی نقصان دہی پر مائل ہو جائیگی -

وائسرائے کی اپیل

اسکے بعد راقم نے وائسرائے کی اتفاق کے لئے اپیل پر نظر کی ہے جسمیں کہ وائسرائے لارڈ ارون نے اس بات پر زور دیا ہے - کہ ہندوستان میں پہلے ہمیشہ ہم دیکھتے ہیں کہ لاتعداد لوگ اس ملک میں آکر اکٹھے رہے - جس سے اس بات کی امید ہوتی ہے کہ اب بھی یہاں یہاں سب فرقوں اور قوموں کے درمیان جو آپس میں برسر پرخاش رہتی ہیں - صلح اور محبت قائم ہو سکتی ہے - تاریخ اور ذات پات کی تفریق کی ابتداء اور انکی بنیاد سے نظیریں پیش کرتے ہوئے راقم نے یہ ثابت کیا ہے - کہ مسلمانوں اور عیسائیوں میں اپنی علیحدہ علیحدہ طرز تہذیب رکھتے ہوئے کبھی بھی مصالحت ممکن نہیں - لیکن یہ ہمیشہ ممکن ہے - کہ ان کے درمیان ایک خاص عہدنامہ کیا جا سکتا ہے جو کہ ان دو قوموں پر حاوی ہو - بشرطیکہ تمام پارٹیاں دوسری ہر ایک پارٹی کا یہ واجبی حق جانیں - کہ وہ اپنے مذہبی اور تمدّنی رسوم میں اختلافات رکھینگے - اور انکی ادائیگی میں دوسری کوئی پارٹی مخل نہ ہوگی - مگر تمام سے کھ ملکی یا شہری حقوق کی نگہداشت کے لئے ایک علیحدہ اصل قائم رکھا جائے - لیکن یہ بھی ظاہر ہے - کہ غیر اقوام کے زیر اثر رہنے اور اسکی وجہ سے وسعت خیالات کے مادہ کی کمی کے باعث لوگوں کا گرد و پیش اس قسم کی صورت پکڑ گیا ہے کہ یہ کام نہایت مشکل ہے - پر یہی وہ مقام ہے - جہاں آ کے تعلیم کی اصل ضرورت ہے - اور یہی اسکا بہت بڑا کام ہے - اور یہی معاملہ ملکی لیڈروں کے لئے بڑے سے بڑا منبع القا ہے - جب تک یہ مقصد حاصل نہیں ہو جاتا - سوراج کا نام تک لینا فضول ہے - اور اس مقصد کے حصول تک یہ بھی نہایت ضروری ہے - کہ ذمہ داری کی روح کو مختلف اقوام کی اپنی نمائندگیوں کے ذریعے سے ترقی دی جائے - ہندوؤں کے لئے ضروری ہے - کہ مسئلہ چھوت چھات اور شدھی کو وہ سیاسی ذرائع تصوّر کرنا اور انکا اپنی قومی ترقی کے لئے ایک آلہ خیال کرتے ہوئے عمل میں لانا ترک کر دیں - اور مسلمانوں کے حقوق ووٹ چرچوں کی دست درازی سے حفاظت ہو جانی چاہیئے - اسکے بعد راقم نے اُن امور کا بیان کیا ہے - جو ان اصل الاصول دلائل کے نتائج اور ماخذ ہو سکتے ہیں -

خاص غلطیوں اور فروگذاشتوں کے نتیجہ میں خطرات | مختلف اقوام کی نمائندگی کے اصل کو واضح کرتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوئے۔ راقم ازاں بعد خود گورنمنٹ اور ہندوؤں دونو کو خبردار کرتا ہے۔ کہ اگر اس اصل پر کسی قسم کا حملہ کیا جائیگا۔ تو اسکا نتیجہ ملک کے امن کے لئے یقیناً خطرناک ہوگا۔ اس بات کو بجا طور پر لکھا گیا ہے۔ کہ اگر معمولی عہدوں اور اسامیوں کے معاملہ میں مسلمانوں کے حقوق روندے جاتے ہیں تو وہ طبعی طور پر یہ سمجھنے لگ جائینگے۔ کہ انکے بڑے اور اہم حقوق کے مطالبہ کی طرف بھی کوئی توجہ نہیں کیجاتی۔ اس وجہ سے کہ یا تو مقابل کا فریق طاقتور ہے۔ یا بلحاظ تعداد زیادہ ہے۔ اسکے بعد راقم اسوقت کا تصوّر باندھتا ہے۔

جبکہ انصاف و عدل کی طاقت ہندو اور برٹش دماغ کو یکجا کر دیگی۔ یعنی انکے خیالات کی رَو ایک ہی ہو جائیگی۔ جسکے نتیجہ میں ہر قوم کی علیحدہ علیحدہ نمائندگی کی ضرورت جاتی رہیگی اور ملک کے اندر عام آواز پیدا ہو جائیگی۔ کہ ایسی نمائندگی کو ترک کر دیا جائے۔ یہاں پھر اس خیال سے کہ امن کے پہلوؤں کو مدِّنظر رکھا جائے۔ راقم نے ایک اہم حد بندی قائم کر دی ہے۔ جو کہ اس طریقہ کی دانشمندی کے ساتھ تجویز اور ترویج کے لئے لابدی ہے۔ اس انتہائی امر پر اسوقت غور کرنا گو قبل از وقت ہو۔ لیکن جو احتیاط کے لئے ہدایات دی گئی ہیں۔ انکی ضرورت کا کبھی بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس صورت میں بھی قومی پند کا مطمح نظر تمام مختلف اقوام کے مفاد قرار دیئے جانے چاہئیں۔ اور محض ووٹوں کی نمائیش قلیل تعداد جماعتوں کے واجبی اور واقعی حقوق کا ذریعہ نہیں ہو سکتی۔ راقم نے یہاں آگرہ کے نسلوں میں مسلمانوں کی نادان وکمزور حالت اور انکے ایسے اضلاع میں بھی نقصان اُٹھانے کی کیفیّت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ جہاں بلحاظ مردم شماری انکی تعداد زیادہ ہے۔ اس معاملہ میں اصلاحات کی کمزوری کو ایک حد تک موجودہ ہندو مُسلم کشمکش کو باعث بتایا گیا ہے۔ اور امید کی گئی ہے۔ کہ یہ نقص جلد ہی دُور کیا جائیگا۔

تمدّنی اور مذہبی مجادلے گائے کے ذبح کرنے اور مساجد کے سامنے باجا بجانے کے سوال پر بحث کرتے ہوئے راقم نے اس امر پر زور دیا ہے۔ کہ سارے لوگ وسیع نظری کے اصول پر کاربند ہو جائیں اور تنگدلی چھوڑ دیں۔ اور واقعی اس معاملہ میں سیاسی لحاظ سے کچھ زیادہ کہنے کی حاجت نہیں ہے۔ بجز اسکے کہ ایسے نقصِ امن کی ذمہ واری اس جماعت پر رکھی جائے جو جان بوجھ کر دوسری جماعت کی دل آزاری کے سامان پیدا کرتی ہے۔ ہم نے تازہ فسادات کے تمام مواقع کے متعلق جن میں ہندوؤں کی منتظم جماعتوں کے خطرناک ہاتھ کا کام ہوتا ہے خوب واضح کر دیا ہے۔ اسلئے انپر دوبارہ یہاں کہنا غیر ضروری ہے۔ ہندو پریس اس امر کا بہت حد تک ذمہ وار ہے۔ کہ اسکے ذریعہ سے مسلمانوں کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خلاف عداوت اور دشمنی کی رَو پیدا کی جاتی ہے۔ اور گورنمنٹ کا اوّلین اور اشد ضروری فرض یہ ہے۔ کہ پہلے اُن سے باز پُرس کی جایا کرے۔ جو کہ بادی ہو۔ اور پھر ان کے معاملہ پر غور کیا جائے۔ جو مجبور ہو کر خود حفاظتی کے لئے مقابلہ پر کھڑے ہوئے ہوں۔ اور سب سے ضروری یہ ہے۔ کہ ہندوؤں کی دوسرے مذاہب والوں کو اپنے مذہب میں شامل کرنے کی تحریک جسکو وہ سیاسی رنگ پہناتے ہیں اس کا یہ رنگ ترک کر دیں۔ اور مسلمانوں کو اپنے مذہب کے دائرہ کے اندر امن سے رہنے دیا جائے۔ اسکے بعد آپ ان قوانین کی مناسب تبدیلی کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ جو کہ پریس سے متعلق ہیں۔ اور اس امر کی ضرورت بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک خاص محکمہ بنایا جائے۔ جو ایسے رسائل کتابیں اور پرچوں کی نگہداشت کرے۔ جو ملک کے امن کے لئے باعثِ خطرہ ہوں۔ یہ تجاویز نہایت ہی گہرا امتحان چاہتی ہیں۔ جنکو ہم ملتوی کرتے ہیں۔ بحیثیت مجموعی اس خط نے ملکی حالت کا عملی پہلو کو مدِ نظر رکھتے ہوئے نہایت ہی غور و تدبّر سے نقشہ کھینچا ہے۔ جو جو عملی علاج بتائے ہیں۔ یقیناً وائسرائے اور دیگر اصحاب جو ان معاملات میں دلچسپی رکھتے ہیں اسکی طرف مناسب اور پوری توجہ دینگے۔ والسلام

امام ابو حنیفہؒ اور رسالہ فقہ اکبر

مخالفین کے سامنے ہماری طرف سے یہ پیش کیا جاتا ہے کہ حضرت امام مالکؒ وفاتِ مسیح کے قائل تھے چنانچہ اکمال اکمال المعلم شرح مسلم مصری ص ۳۶۵ میں لکھا ہے وفی العتبیۃ قال مالک مات عیسیٰ ابن مریم ایسا ہی مکمل اکمال الاکمال کے ص ۲۶۵ پر لکھا ہے وفی العتبیۃ قال مالک مات عیسیٰ علیہ السّلام۔ معنٰے ہر دو عبارتوں کا یہ ہے کہ حضرت امام مالک نے کتاب عتبیہ میں فرمایا ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السّلام فوت ہو چکے ہیں اور حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام موصوف کے ہمعصر ہیں چنانچہ حضرت امام اعظم ۸۰ سنہ ھ میں پیدا ہوئے تھے اور حضرت امام مالک ۹۰ سنہ ھ میں عمر میں صرف دس برس کا فرق ہے۔ مگر باوجود اسکے حضرت امام اعظم نے حضرت امام مالک سے اس مسئلہ میں یعنی مماتِ مسیح علیہ السّلام میں قطعاً اختلاف نہیں کیا حالانکہ متعدد مسائل میں امام صاحب نے ان سے اختلاف شدید کیا ہے حتیٰ کہ حرام و حلال تک نوبت پہنچی ہے لیکن اس مسئلہ میں امام صاحب قطعاً خاموش ہیں ÷ جس سے ثابت ہے کہ حضرت امام اعظمؒ کا بھی یہی مذہب تھا جو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ کا تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"ورنہ اختلاف کرتے جیسا کہ دوسرے جزوی مسائل نماز و وضوء وغیرہ میں کیا ہے"۔ (الاستدلال الصحیح فی حیات المسیح صفحہ ۵۵)

اسکے خلاف رسالہ فقہ اکبر میں سے ایک تحریر پیش کر کے کہا جاتا ہے کہ اس میں حضرت امام اعظمؒ فرماتے ہیں۔ "ونزول عیسیٰ علیہ السلام من السماء وسائر علامات یوم القیامۃ حق کائن کہ حضرت مسیح کا نزول من السماء وغیرہ حق باتیں ہیں۔ سو یاد رہے کہ مطلقاً نزول المسیح سے تو ہمیں بھی انکار نہیں ہے بلکہ ہمیں مسیح ناصری رسولاً الیٰ بنی اسرائیل کے بجسدہ العنصری صعود الی السماء سے انکار ہے ایسا ہی نزولہ من السماء اصالۃً کا انکار ہے۔ اور ظاہر ہے کہ تحریر مذکور میں صعودہ الی السماء کا تو اشارہ تک نہیں جو اصل ہے پس جب اصل مفقود ہے تو فرع اور شاخ یعنی نزول من السماء اصالۃً کیسے موجود و محقق ہو سکتا ہے۔ پس تحریر مذکور ہماری مخالف نہ ٹھہری۔ اور اسکے معنی یہ ہیں کہ اس زمانہ میں جب زمین پر تاریکی اور ظلمت چھا جائیگی تو اسوقت ایک مرد خدا زیر سایہ خداوندی تربیت پاکر مسیح کے رنگ روپ میں آسمانی نور اور روحانیت لیکر ظاہر ہوگا اور چونکہ وہ آسمانی خزانے اپنے ساتھ لائیگا اس لئے وہ زمینی نہیں بلکہ مجازاً آسمانی کہلائیگا۔ گویا وہ آسمان ہی سے نازل ہوا ہوگا۔ ولنعم ما قیل۔ ہر کسے چوں مہربانی میکند۔ از زمینی آسمانی میکند۔ فافہم ولا تکن من الغافلین۔ لیکن ہم اپنے مخالفین سے اس امر کا ثبوت سننا چاہتے ہیں کہ رسالہ فقہ اکبر بالیقین حضرت امام صاحبؒ ہی کی تصنیف ہے کیونکہ ائمہ متقدمین کی طرف ایسی کتب بھی منسوب کی گئی ہیں جو در اصل ان کی تصنیف نہیں ہیں۔ دیکھو کتاب حیات مالکؒ و الغزالی وغیرہ۔ اور بالخصوص جو کتب حضرت امام صاحب موصوف کی طرف منسوب کی جاتی ہیں ان کے آپکی تصنیفات ہونے سے تو بعض محققین نے کھلے طور پر انکار کیا ہے۔

چنانچہ "امام رازی نے مناقب الشافعی میں تصریح کی ہے کہ امام ابو حنیفہ کی کوئی تصنیف باقی نہیں رہی" (دیکھو سیرۃ النعمان مصنفہ علامہ شبلی صفحہ ۸۰) اور خود علامہ شبلی زیر عنوان "امام صاحب کی تصنیفات" لکھتے ہیں:۔ "امام صاحب کی طرف جو کتابیں منسوب ہیں انکے یہ نام ہیں فقہ اکبر، العالم والمتعلم، مسند" (فقیہ مافیہ) کتاب مذکور صفحہ ۶۹ اور صفحہ ۷ پر فرماتے ہیں "جو لوگ امام صاحب کے سلسلہ کمالات میں تصنیف و تالیف کا وجود بھی ضرور سمجھتے ہیں وہ انہیں مفصلہ بالا کتابوں کو شہادت میں پیش کرتے ہیں۔ لیکن انصاف یہ ہے کہ ان تصنیفات کو امام صاحب کی طرف منسوب کرنا نہایت مشکل ہے"۔ اور آگے بالخصوص فقہ اکبر کے متعلق فرماتے ہیں:۔

"فقہ اکبر کو اگرچہ فخر الاسلام بزدوی۔ عبد العلی بحر العلوم و شارحین فقہ اکبر نے امام صاحب کی طرف منسوب کیا ہے لیکن ہم مشکل سے اسپر یقین کر سکتے ہیں۔ یہ کتاب جس زمانہ کی تصنیف بیان کیجاتی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسوقت تک یہ طرز تحریر پیدا نہیں ہُوا تھا۔ وہ بطور ایک متن کے ہے اور اس اختصار و ترتیب کے ساتھ لکھی گئی ہے۔ جو متاخرین کا خاص انداز ہے ایک جگہ اس میں جوہر و عرض کا لفظ آیا ہے۔ حالانکہ یہ فلسفیانہ الفاظ اس وقت تک زبان میں داخل نہیں ہوئے تھے .... یہ بحث تو درایت کی حیثیت سے تھی۔ اصول روایت کے لحاظ سے بھی یہ امر ثابت نہیں ہوتا۔ دوسری تیسری بلکہ چوتھی صدی کی تصنیفات میں اس کتاب کا پتہ نہیں چلتا۔ قدیم سے قدیم تصنیف جس میں اس رسالہ کا ذکر کیا گیا ہے فخر الاسلام بزدوی کی کتاب الاصول ہے جو پانچویں صدی کی تصنیف ہے۔ امام ابو حنیفہؒ کے ہزاروں شاگرد تھے۔ جن میں سے اکثر بجائے خود اُستاد تھے۔ اور بواسطہ در واسطہ ان کے ہزاروں لاکھوں شاگرد ہوئے۔ نہایت خلاف قیاس ہے۔ کہ امام صاحب کی کوئی تصنیف موجود ہوتی اور اتنے بڑے گروہ میں اس کا نام تک نہ لیا جاتا علم عقائد اور اس کے متعلقات پر جو بڑی بڑی کتابیں مثلاً صحائف شرح مقاصد۔ شرح مواقف ملل و نحل وغیرہ تصنیفات ہوئیں۔ ان میں کہیں اسکا ذکر تک نہیں ہے۔ اس کتاب کی جس قدر شرح ہوئیں سب آٹھویں صدی میں یا اس کے بعد ہوئیں۔ اس کے علاوہ ابو مطیع بلخی جو اس کتاب کے راوی ہیں۔ حدیث و روایت میں چنداں مستند نہیں ہیں۔ کتب رجال میں ان کی نسبت محدثین نے نہایت سخت ریمارک کیئے ہیں۔ اگرچہ مَیں ان کو کلیتہً تسلیم نہیں کرتا۔ تاہم ایک ایسی مشتبہ کتاب جس کا ثبوت صرف ابو مطیع بلخی کی روایت پر منحصر ہو محدثانہ اصول پر قابل تسلیم نہیں ہوسکتی۔ میرا خیال ہے کہ ابو مطیع بلخی نے ایک رسالہ میں بطور خود عقائد کے مسائل قلمبند کیئے تھے۔ رفتہ رفتہ وہ امام صاحب کی طرف منسوب ہوگیا۔ اس خیال کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ علّامہ ذہبی نے "عبر فی اخبار من عبر" میں ابو مطیع کا جہاں ذکر کیا ہے ان لفظوں سے کیا ہے کہ صاحب الفقہ الاکبر جسکے متبادر معنی یہی ہیں کہ خود ابو مطیع اس کے مصنّف ہیں میرا خیال یہ بھی ہے کہ فقہ اکبر کی موجودہ ترتیب و عبارت ابو مطیع کے زمانہ سے بھی بہت بعد کی ہے۔ اور یہ کچھ نئی بات نہیں۔ جامع صغیر جو امام محمدؒ کی تالیف ہے اس کی موجودہ ترتیب امام ابو الطاہر دباس نے کی ہے جو چوتھی صدی میں تھی۔ فرق یہ ہے کہ جامع صغیر کی عبارت وہی اصلی ہے صرف ترتیب بدل دی گئی ہے برخلاف اسکے فقہ اکبر کا انداز عبارت بھی زمانہ بعد کا معلوم ہوتا ہے" (دیکھو کتاب مذکور صفحہ ۷۱ و ۷۲)

بالآخر صفحہ ۷۳ پر اپنی رائے ان الفاظ میں ظاہر فرماتے ہیں:-

"بے شبہ ہماری ذاتی رائے یہی ہے کہ آج امام صاحب کی کوئی تصنیف موجود نہیں ہے"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو پھر شریعت خداوندی سے کیوں مُنہ پھیرا جاتا ہے۔ اور مسیحؑ کی صلیبی موت پر ایمان لانا ہی ذریعہ نجات تصوّر کیا جاتا ہے ؟

اناجیل اور لفظ لعنت

بہت سے ناواقف عیسائی کہا کرتے ہیں۔ کہ قرآن مجید میں لوگوں، شریر لوگوں، نافرمان اور موذی لوگوں پر لعنت کی گئی ہے۔ مگر انجیل میں لکھا ہے ”جو تم پر لعنت کریں انکے لئے برکت چاہو“۔ اس لئے انجیل کی تعلیم اعلیٰ ہے لیکن درحقیقت یہ بات ہردو کتب کی کم واقفیت کی وجہ سے کہی جاتی ہے۔ قرآن پاک نے دشمنوں، خونخوار دشمنوں سے خوش سلوکی کی تعلیم دی ہے۔ اور ان سے عدل و انصاف کو تقویٰ کے حصول کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ فرمایا اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ (مائدہ ع۲) بلکہ ایک عام قانون کے رنگ میں بھی حکم دیا۔ ادفع بالتی ھی احسن فاذا الذی بینک وبینہٗ عداوۃ کانہٗ ولی حمیم (حم سجدہ) کہ تم دشمنوں سے نہایت ہی محسنانہ سلوک کرو۔ انجام کار وہ بھی تمہارے دوست بنجائینگے ایسا ہی بیسیوں جگہ دشمنوں پر احسان کا حکم ہے لیکن ہاں جو بعض جگہ لعنت کا لفظ استعمال ہُوا ہے۔ تو یاد رہے۔ کہ عربی زبان میں لعنت کے معنی ”خدا سے دُوری“ کے ہیں۔ اب اگر کسی غافل انسان کو آگاہ کر دیا جاوے۔ کہ میاں تم خدا سے دُور جا پڑے ہو۔ ہوش میں آؤ۔ تو بتلاؤ۔ کہ یہ اس پر احسان ہے یا اسکے لئے عذاب۔ کیا لوگ ڈاکٹر کی تشخیص پر ناراض ہُؤا کرتے ہیں۔ یا اسکی فیس ادا کیا کرتے ہیں۔ پس قرآن مجید میں دشمنوں کی اصلاح، بھلائی، خیرخواہی اور ان سے ہمدردانہ سلوک کی مکرر سہ کرر تاکید کی گئی ہے۔ اور جسپر دشمن اعتراض کرتا ہے دراصل وہ بھی ناصحانہ اور مشفقانہ رنگ ہی ہے۔ باقی رہا انجیل کا معاملہ سو برعکس ہے۔ اگر لعنت سے مراد بددعا ہے۔ تو مسیحؑ کی بکثرت بددعائیں انجیل میں موجود ہیں۔ اگر کہو۔ کہ لعنت سے مراد سخت اور مغلظ الفاظ ہیں۔ تو ان سے بھی اناجیل پر ہیں۔ ”حرامکار“ ”دسانپ“ ”شیطان“ تو روزمرہ کی گفتگو میں آتے تھے بلکہ حضرت مسیحؑ نے تو پطرس کو بھی فرمایا کہ ”اے شیطان مجھ سے دُور ہو“ (متی $\frac{16}{23}$) ہاں اگر کہو۔ کہ لفظ لعنت استعمال نہیں کیا گیا۔ اوّل تو یہ مہمل سی بات ہے۔ کیونکہ جب حقیقت موجود ہے۔ تو الفاظ خواہ کچھ ہی ہوں۔ لیکن تاہم یہ بات یوں بھی باطل ہے۔ ہم ذیل میں وہ حوالجات پیش کرتے ہیں۔ جن میں لعنت کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

(۱) حضرت مسیحؑ فرماتے ہیں۔ کہ جب میں جلال کے تخت پر بیٹھونگا۔ تو لوگوں سے یوں خطاب کرونگا:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

امید ہے کہ ہمارے مخالفین شمس العلماء علامہ شبلی مرحوم کے مندرجہ بالا بیانات کو دلچسپی سے پڑھیں گے اور اقرار کرینگے کہ فی الحقیقت حضرت امام ابو حنیفہؒ نے خاموش رہکر حضرت امام مالکؒ کے ساتھ عقیدہ ممات المسیح میں اتفاق کیا ہے۔ کیونکہ "اختلاف نہ کرنا دلیل موافقت کی ہے" (الاستدلال الصحیح فی حیات المسیح ص۵۵ مصنفہ بابو پیر بخش صاحب سیکرٹری انجمن تائید الاسلام لاہور) والسّلام

خاکسار تاج الدین لائلپوری (مولوی فاضل) از گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ

دنیا کی مذہبی مردم شماری

عیسائی چھپن کروڑ سے زائد کنفیوشش اور تاؤ ری کے پیرو یعنی چینی لوگ تیس کروڑ سے زائد۔

مسلمان - بائیس کروڑ سے زائد (حالانکہ مسلمان تیس اور چالیس کروڑ کے درمیان اندازہ کرتے ہیں۔

ہندو اکیس کروڑ سے زائد۔

اینی مست روح وفطرت پرست سولہ کروڑ کے قریب قریب۔

پیروان بودھ چودہ کروڑ کے قریب۔

پیروان شنٹو (چین میں) ڈھائی کروڑ۔

یہودی ایک کروڑ بائیس لاکھ۔

یورپ میں ساڑھے ستائیس کروڑ کے قریب عیسائی ہیں اور (۱۲۰۵۰۱۷۵) پیروان مذاہب دیگر ایشیا میں (۲۸۷۰۰۰۰۰) دو کروڑ ستاسی لاکھ عیسائی اور چھیاسی کروڑ ۳۵ لاکھ پیروان اسلام و کنفیوشس و بدھ ہندو ازم وغیرہ افریقہ میں ساڑھے نوے لاکھ عیسائی اور چودہ کروڑ اٹھانوے لاکھ ۱۷ ہزار اہل اسلام توہم پرست وغیرہ۔ شمالی امریکہ میں (۱۰۲۷۰۰۰۰۰) سوا دس کروڑ کے قریب عیسائی اور ایک کروڑ دو لاکھ ۳۵ ہزار دیگر مذاہب کے جنوبی امریکہ میں تین کروڑ چھیانوے لاکھ عیسائی اور چودہ لاکھ دیگر مذاہب کے روشنیہ کے ایک کروڑ ستائیس لاکھ عیسائی اور ۴ کروڑ ۲ لاکھ ۵ ہزار دیگر مذاہب کے لوگ ہیں۔ یورپ کی کُل آبادی ستاسی کروڑ پچیس لاکھ ۲۲ ہزار ہے۔ اگر دو وزیر اعظم یکساں طور پر مسلم ہو جائیں تو کتنی مدت یورپ ایشیا سے لڑ سکتا ہے۔

مرہم عیسیٰ کی ڈبیاں } یہ مرہم پرانے ناسوروں اور زخموں کے لئے بہت مفید ہے قیمت متوسط ڈبی ۸؎ خورد ۱۲/ تشحیذ قادیان سے طلب کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"اے ملعونو میرے سامنے سے چلے جاؤ اس ہمیشہ کی آگ میں جو ابلیس اور اسکے فرشتوں کے لئے طیار کی گئی ہے" (متی ۲۵/۴۱)

(۲) "اور پطرس نے یاد کر کے اسے کہا اے ربی دیکھ انجیر کا درخت جس پر تُو نے لعنت کی سُوکھ گیا ہے" (مرقس ۱۱/۲۱)

(۳) پولوس لکھتا ہے :- "جو کوئی خداوند کو عزیز نہیں رکھتا ملعون ہو" (۱-کرنتھیوں ۱۶/۲۲)

(۴) "اس خوشخبری کے سوا جو تم نے قبول کی تھی اگر کوئی تمھیں اور خوشخبری سُناتا ہے تو ملعون ہے" (گلتیوں ۱/۹)

(۵) "مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لیکر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کیونکہ لکھا ہے کہ جو لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے" (گلتیوں ۳/۱۳)

ناظرین! ان حوالجات سے مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوتی ہیں :-

(۱) مسیح گنہگاروں پر لعنت کریگا۔
(۲) مسیح نے درخت پر بلاوجہ لعنت کی۔
(۳) مسیح سے محبت نہ رکھنے والے کو انجیل ملعون کہتی ہے۔
(۴) عیسائیت کے علاوہ اور کوئی تعلیم دینے والا ملعون ہے۔
(۵) حواریوں نے مسیح کو نعوذ باللہ ملعون تسلیم کیا ہے۔

کیا اب بھی کوئی پادری کہہ سکتا ہے۔ کہ انجیل میں لعنت نہیں کی گئی؟ مذکورۃ الصدر تعلیم تو محض دکھانے کے دانت ہیں کیونکہ خود تعلیم دہندہ کا عمل بھی اسکے برخلاف ہے ؂

اناجیلی علم النفس

انجیل نویس عیسائی دوستوں نے محض جذبہ خوش اعتقادی کے ماتحت اناجیل میں روایات درج کردی ہیں۔ اور اپنی سادگی کی وجہ سے وہ حقیقت کو ملحوظ نہ رکھ سکے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اناجیل کی کتر و بیونت کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ اسوقت ہم صرف تین مثالوں سے اناجیل کے بیان کی سادگی ظاہر کرنا چاہتے ہیں:-

(۱)

یائر کی لڑکی والے معجزہ کے ضمن میں لکھا ہے۔ کہ جب یائر حضرت مسیح کو لڑکی کی شفا کے لئے گھر لیجا رہا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھا۔ تو کسی نے خبر دی۔ کہ:۔ "تیری بیٹی مر گئی اُستاد کو تکلیف مت دے"۔ تاہم حضرت مسیحؑ اسکے گھر تشریف لیگئے۔ اور گھر میں ایک کہرام مچ رہا تھا۔ حضرت مسیحؑ نے داخل ہوتے ہی جو فرمایا اور اس کا جو اثر ہُوا وہ انجیلی مورخ کے الفاظ میں یوں ہے:۔

"اور سب اس (لڑکی) کے لئے روتے پیٹتے تھے۔ پر اس نے کہا مت روؤ۔ وہ مر نہیں گئی بلکہ سوتی ہے۔ اور وے اس پر ہنسے یہ جانکے کہ مر گئی" (لوقا ۸/ ۵۲-۵۳)

عجیب سادگی ہے۔ روتے دھوتے اور سر پیٹتے لوگوں کو متوفیہ کے سونے کی خبر دیجائے اور وہ اس خبر کو باور بھی نہ کریں بلکہ انکو یقین ہو کہ لڑکی مر گئی ہے۔ لیکن وہ خبر دہندہ پر مضحکہ شروع کر دیں۔ کیا عقل انسانی اس بات کو تسلیم کر سکتی ہے؟ کیا کوئی فہیم عیسائی اس معمہ کو حل کر سکتا ہے؟

(۲)

مسیحؑ کی صلیبی رات میں حواریوں اور مسیحؑ کی حالت کا نقشہ ان الفاظ میں دکھایا گیا ہے:۔

"اور (یسوع) جان کنی میں ہو کے بہت گڑگڑا کے دُعا مانگتا تھا۔ اور اس کا پسینہ لہو کی بوندوں کی مانند جو زمین پر گرتی تھیں ہو گیا اور دُعا سے اُٹھ کر اور اپنے شاگردوں کے پاس آکے انہیں غم سے سوتے پایا۔ اور انہیں کہا تم کیوں سوتے ہو۔ دُعا مانگو" (لوقا ۲۲/ ۴۴-۴۵-۴۶)

اس اقتباس سے عیاں ہے کہ حضرت مسیحؑ کو صلیبی موت سے بچنے کی کمال آرزو تھی۔ اور وہ اس موت پر کسی ایک وجہ سے آزردہ دل ہو رہے تھے۔ انکو بے حد قلق و اضطراب تھا۔ اور اس مصیبت سے خلاصی کے لئے آپ خود بھی الحاح اور زاری سے دست بدعا تھے اور اپنے حواریوں کو بھی دُعا پر مقرر کیا تھا۔ لیکن جب انکے پاس پہنچے تو وہ غفلت کی نیند سو رہے تھے۔ حواریوں کی یہ فروگذاشت اندریں حالات قابل نظر اندازی نہ تھی۔ بلکہ در اصل یہ واقعہ حواریوں کی اس محبت کو بھی ظاہر کر رہا ہے جو انکو حضرت مسیحؑ سے تھی۔ (آہ کہاں حواریوں کی یہ حالت اور کہاں صحابہ کرامؓ کا نمونہ صدق و وفا کہ سوئے ہوؤں کے کان میں آواز پڑ جاتی ہے تو فوراً حاضر ہوتے ہیں اور راتوں بیداری میں گذار دیتے ہیں اللّٰھم صل علیھم افضل الصلاۃ) اس لئے اس خطرناک کوتاہی کو چھپانے کے لئے انجیل نویس لکھتے ہیں کہ وہ غم کی وجہ سے سو رہے تھے۔ حالانکہ غم کی حالت میں نیند کافور ہو جاتی ہے اور پھر غم تو خود حضرت مسیحؑ کو زیادہ تھا۔ انکو کیوں نیند نہ آئی۔ کیا یہ چیستان قابل حل نہیں؟

(۳)

انجیل کے لکھنے والے لکھتے ہیں۔ کہ مسیحؑ نے دار پر کھینچے جانے سے پیشتر ہی حواریوں کو آگاہ کر دیا تھا۔ کہ مَیں تیسرے دن یا تین دن کے بعد جی اُٹھونگا۔ لیکن جب آپ وعدہ کے مطابق حواریوں سے ملتے ہیں۔ تو وہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

باور کرنے میں ہی نہیں آتے۔ یہاں تک لکھا ہے کہ مسیحؑ نے فرمایا:۔

"میرے ہاتھوں اور پاؤں کو دیکھو کہ میں ہی ہوں اور مجھے ٹٹولو اور دیکھو۔ کیونکہ روح کو جسم اور ہڈی نہیں جیسا دیکھتے ہو کہ مجھ کو ہے اور یہ کہکے انہیں ہاتھ اور پاؤں دکھائے"۔ (لوقا ۲۴ / ۳۹-۴۰)

اوّل تو بات ہی فہم عقل سے بالا ہے۔ کہ وہ محض تین دن میں حضرت مسیحؑ سے اتنے بیگانے ہو جائیں۔ کہ سب کچھ دیکھتے ہوئے آپ کو شناخت تک نہ کرسکیں۔ اور پھر اس پر طرفہ یہ ہے کہ اس بے اعتقادی کا فلسفہ یوں بتایا ہے:۔

"اور جب وے اب تک خوشی کے مارے بے اعتقاد رہتے اور تعجب کرتے تھے۔ اس نے انہیں کہا کیا یہاں تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے"۔ (لوقا ۲۴ / ۴۱)

خوش اعتقادی کی انتہا ہوگئی ہے۔ کیا خوشی کی وجہ سے اور خوش کن خبر پر انسان بے اعتقاد رہا کرتا ہے۔ اور بھلا جب تک انسان کسی بات کے وقوع کا اعتقاد نہ رکھے۔ اسے خوش کیونکر ہو سکتا ہے:

خادم ابوالعطاء اللہ دتا
جالندھری۔ قادیان

دانشمند مشرق مغرب میں

(نمبر ۱۱)

یورپ کا آئندہ مذہب

مَیں نے اپنی کسی سابقہ چٹھی میں لکھا تھا کہ یہاں اب آئندہ کے مذہب پر غور و خوض کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے۔ یہاں کے ایک مشہور اخبار نے ایک سلسلہ مضامین اس موضوع پر شروع کیا تھا اور مَیں نے اس سے خط و کتابت شروع کی تھی۔ ایڈیٹر صاحب اخبار مذکور نے میرے خط کے جواب میں لکھا:۔

"جنابِ من! مَیں آپکے مکتوب اور نہایت ہی قیمتی مشورہ کا از بس ممنون ہوں۔ بد قسمتی سے جو سلسلہ مضامین ہم نے شروع کیا ہے وہ نہایت ہی مختصر ہے گو مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ اگر ہم عیسائیت کے سوا دوسرے مذاہب کے مبصرین کے مضامین کا اس میں اضافہ کرتے تو یہ بہت دلچسپ ہوتا۔ لیکن بحالات موجودہ میں اس سلسلہ کو توسیع نہیں دے سکتا۔ اسلئے کہ ہفتہ آئندہ یہ بند ہو جائیگا۔ مجھے بہت ہی تاسف ہے کہ یہ خیال مجھے پہلے نہیں سوجھایا گیا ورنہ اسوقت مَیں آپکی تحریک پر ضرور عمل کرتا"۔

اس جواب سے ان اسباب اور حالات پر پوری روشنی پڑتی ہے جن میں یہ جواب دیا گیا ہے۔ مَیں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس سلسلہ میں کئی مضامین لکھنے کا وعدہ کیا گیا تھا لیکن میرے خط کے پہنچنے پر دوسرے ہفتہ ہی یہ سلسلہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بند کر دیا گیا۔ جہانتک میرا قیاس ہے اس میں بعض ذمہ وار ہستیوں کا دخل ہے۔ اگرچہ یہاں کی پبلک عام طور پر عیسائیت سے بیزار اور متنفر ہے لیکن عیسائی بشپوں اور دوسرے مشنریوں کا بہت بڑا اثر اور احترام ابھی باقی ہے پچھلی سٹرائیک کے ایام میں گورنمنٹ نے اپنا اخبار جاری کیا اور اس کے لئے لنڈن کے بشپ نے ایک چٹھی اشاعت کے واسطے بھیجی کسی نہ کسی وجہ سے اسے شائع نہ کیا گیا اسپر پارلیمنٹ میں سوالات کی بوچھاڑ شروع ہو گئی اور کارپردازوں کے افسر اعلیٰ مسٹر چرچل کو جو اس اخبار کے ایڈیٹر تھے معذرت کرنی پڑی اور بعد میں اسے شائع کیا گیا۔ میری غرض اس واقعہ کے بیان کرنے سے یہ ہے کہ اس قسم کا اثر ابھی باقی ہے اور مجھے نہایت دیانتداری کے ساتھ اس جذبہ کی عزت کرنی چاہیئے۔ بہرحال آئندہ مذہب کے متعلق ایک تحریک اور جوش پایا جاتا ہے اور ہمارے لئے یہ وقت ہے کہ ہم معقولی رنگ میں یورپ کے سامنے اس کے آئندہ مذہب کو پیش کر سکیں۔

جہانتک میرے تجربہ اور علم میں آیا ہے یورپ ابھی تک اس اثر سے متاثر ہے کہ اسلام بذریعہ تلوار پھیلایا گیا ہے اور وہ اسلام اور تلوار کو مترادف سمجھے ہوئے ہیں۔ اگلے دن کا واقعہ ہے کہ میں ایک نوسر دیہ کے انجنیر سے ملا۔ اسکو اسلام کے ساتھ بہت محبت اور اخلاص معلوم ہوا۔ اس نے اسلام کا مطالعہ کیا ہے اثنائے گفتگو میں اس نے کہا کہ

ترک اگر مبلغ اسلام ہو کر آتے تو وہ تلوار سے زیادہ کام کر سکتے تھے

اور اسلام جب بھی دنیا میں پھیلے گا تو محض تبلیغ سے نہ تلوار سے۔ میں نے اسکو کہا کہ یہی نہیں بلکہ میں اس سے بڑھ کر کہتا ہوں جو واقعہ ہے۔ کہ اسلام دنیا میں جب بھی پھیلا ہے وہ اپنی عملی اور اعتقادی قوت اور اپنی تاثیرات اور روحانی برکات سے پھیلا ہے اسلام کے لئے نہ پہلے کبھی تلوار اُٹھائی گئی تھی اور نہ کبھی اٹھائی جا سکتی ہے۔ اسلامی جنگوں کو غلط طور پر پیش کیا گیا اور اس سے ایک غلط فہمی پیدا کر دی گئی۔ اسلام اپنی تعلیم و تبلیغ کے لئے کسی جنگ کی ضرورت نہیں سمجھتا اسکی ہدایات واضح اور صحیح ہیں وہ اپنے مفہوم او رنام میں

امن و صلح کا مترادف ہے

ہم یہی پیغام دنیا کو دیتے ہیں کہ اسلام جنگ کے لئے نہیں عالمگیر امن اور صلح کے لئے آیا ہے۔ یہی حقیقی طور پر پیغام اسلام ہے اور اسی پیغام کی تجدید شہزادہ امن نے کی جو احمد قادیانی کی صورت میں رحمۃ للعالمین کا مظہر اتم ہو کر خدا کا فرستادہ اور معلم ہے۔

یورپ ہی کا نہیں بلکہ کل دنیا کا آئندہ مذہب اسلام ہو گا لیکن اسلام صدر اول میں ہی بیش قرار قربانیوں کے بعد پھیلا اور اب بھی اسکے لئے قربانیوں کی ضرورت ہے۔ اور اس قربانی کی تعلیم نفس اسلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں موجود ہے اسلئے کہ اسلام گردن نہادن کو کہتے ہیں - اور یہ ظاہر ہے کہ یہ آسان امر نہیں - اسلام کی راہ میں بہت بڑی مشکلات ہیں اپنوں کی طرف سے بھی اور غیروں کی طرف سے بھی - فرزندانِ اسلام کی بے پروائی انکی عملی کمزوری - روحِ اتحاد کا فقدان اور خود غرضیوں کی انتہائی غلامی ہے اور غیروں کی طرف سے جو مشکلات ہیں وہ سیاسی اور مذہبی دو نو قسم کے اسباب پر مشتمل ہیں - لیکن باوجود ان ہر قسم کی مشکلات کے

شعاع امید نمودار ہے

قدرتی طور پر حالات اور اسباب ایسے پیدا ہو گئے ہیں کہ اگر ہم اخلاص اور اتحاد فی العمل کے ساتھ قدم اُٹھائیں تو باوجود مشکلات کے کامیابی بہت قریب ہو جاتی ہے - مگر اسی متاع کی کمی ہے - تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے خدا تعالیٰ نے ایک قوم کو برگزیدہ کیا - اور اس مقصد کے لئے اسکو جوش اور قوت ایثار بھی عنایت کی مگر اس کی راہ میں جو مشکلات پیدا کی جاتی ہیں وہ ایسی نہیں ہیں کہ ان پر نگاہ غلط ڈال کر سمجھ لیا جاوے کہ کچھ پروا نہیں - میں اس سلسلہ مضمون میں ان تمام امور پر یکجائی بحث کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں تاکہ جماعت کو اپنی منزلِ مقصود کی دشواریوں کا علم ہو اور وہ ان سے سبکدوش ہونے کے طریق پر غور کرسکے - میں انشاءاللہ العزیز یہ بھی بیان کروں گا کہ وہ کیا واقعات اسباب اور حالات ہیں جن کی موجودگی میں یہ یقین کرنا آسان ہے کہ دُنیا کا آئندہ مذہب اسلام ہو گا -

ان حالات اور اسباب کے بیان کرنے میں صرف واقعات کو پیش کرنیکی کوشش نہیں کرونگا - اور امید کو محض اس امر سے وسیع نہیں کرنا چاہتا کہ خدا تعالیٰ کی مجید کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور آپؐ کی بشارت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات میں اسلام کے آفاق میں پھیل جانے کی پیشگوئیاں ہیں - اگرچہ حقیقت یہ ہے کہ یہی وہ چیز ہے جو پوری بصیرت اور معرفت بخشتی ہے اور اسکی ہی بُنیاد پر ہم یہ دعویٰ ایک قوت اور شوکت کے ساتھ کرتے ہیں کہ دُنیا کا پہلا اور آخری مذہب اسلام ہے -

جب میں کہتا ہوں کہ میں حالات موجودہ اور اسباب کو واقعات کی روشنی میں پیش کرنے پر زور دونگا تو میری مراد یہ ہے کہ میں دکھاؤنگا کس طرح پر تقدیر اور مدبّر بالارادہ خدا نے حالات کو پیدا کر دیا ہے جو بالطبع ان پیشگوئیوں کے پورا ہونے پر دلیل ہو رہے ہیں اور اس طرح پر وقت واحد میں وہ واقعات اور حالات ان پیشگوئیوں کی صداقت کے شواہد اور دلائل ہیں -

یہ ایک ظاہر امر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض واحد تکمیل اشاعت ہدایت تھی - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جو اتمام نعمت ہُوا تھا اس میں تکمیل ہدایت اور تکمیل اشاعت ہدایت مقصود تھی - امر اوّل آپ کی ذات خاص سے وابستہ تھا - لیکن امر ثانی کے لئے خدا تعالیٰ نے آپکی بعثت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلامی اخلاق پر ایک کتاب

یعنی

الواح الہدیٰ

ہر ایک مسلمان دل سے چاہتا ہے کہ وہ اور اسکی اولاد اسلامی زندگی بسر کرکے سعادت دارین حاصل کرے۔ اسکے لئے ایک دستور العمل کی ضرورت تھی جسمیں اپنی طرف سے کوئی حاشیہ آرائی نہ ہو۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسولِ اکرم صلعم کے ارشادات ہوں۔

احباب جماعت یہ معلوم کرکے خوش ہونگے۔ کہ قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل نے ایک ایسی کتاب مرتب کی ہے جسمیں ۱۸۳ ابواب ہیں ہر باب کے نیچے پہلے آیات قرآن مجید کا ترجمہ ہے پھر ان احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ترجمہ دیا ہے جو اس باب کے متعلق ہے انسان کی پیدائش سے لیکر اسکی موت تک جس قدر احوال پیش آتے ہیں حقوق اللہ۔ حقوق العباد کے متعلق ان سب کے متعلق اسلامی ہدایات درج ہیں۔ صرف فقہی مسائل جنمیں فروعی اختلاف ہیں چھوڑ دیئے ہیں۔ باقی اخلاق اور عام روش کے متعلق سب حدیثیں لکھدی ہیں۔ یہ کتاب نہ صرف مسلمانوں کے بچوں۔ جوانوں۔ بوڑھوں کے لئے مفید ہوگی۔ بلکہ غیر مسلموں میں تبلیغ کے لئے بھی کارآمد ہوگی۔ کیونکہ بقول حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ انکی نظر نماز روزے پر نہیں پڑتی۔ نہ وہ اس سے چنداں متاثر ہوتے ہیں بلکہ وہ تو ہمارے اخلاق اور ہمارے برتاؤ کو دیکھتے ہیں۔ اور یہ اخلاق جبھی فاضلہ و حسنہ بن سکتے ہیں کہ اسلامی ہدایات پر کاربند ہوکر اختیار کیئے ہیں۔ پھر اس کتاب کی یہ بھی ضرورت تھی۔ کہ جو نو مسلم ہوتے ہیں۔ وہ نہیں سمجھ سکتے۔ کہ اب زندگی اختیار کریں۔ یہ کتاب انکو قدم قدم پر رہنمائی کریگی آجکل کے نئی روشنی کے تعلیم یافتہ بھی سمجھ سکینگے۔ کہ جس تہذیب حاضرہ سے انکی آنکھیں چندھیا رہی ہیں۔ اس سے زیادہ مصفیٰ و روشن تعلیم اسلام میں موجود ہے۔ معمولی میل جول ملاقات گفتگو مجلس لباس طعام۔ سونے۔ جاگنے۔ بیع و شریٰ کے متعلق بھی کارآمد ہدایات دی گئی ہیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہٖ نے لڑکوں کی ایک انجمن انصار اللہ قائم کی ہے۔ اسکے لئے ایسی کتاب کی ضرورت تھی خدا تعالیٰ نے فوراً ایسی کتاب تالیف شدہ مہیا کرادی۔ جب حضور کے سامنے اس کتاب کا مسودہ پیش کیا گیا تو فرمایا کہ اسمیں آیات قرآن مجید کا ترجمہ بھی دیا جائے۔ چنانچہ تعمیل ارشاد کے بعد یہ کتاب **بک ڈپو تالیف و اشاعت** نے شائع کی ہے۔ سب دوستوں کو چاہیئے کہ اسے خریدیں۔ اور نہ صرف خود پڑھیں بلکہ اپنے اہل و عیال کو بھی پڑھائیں اور جو پڑھ نہ سکتے ہوں تو انکو سنائیں اور سعادت دارین پائیں۔ اور اب یہ نہ کہیں کہ عورتوں کے پڑھانے کیلئے کوئی عام فہم کتاب نہیں۔ کہ جسمیں اسلامی مسائل بھی ہوں۔ اور ہر طرح کی بہبودی اخلاق کی ہدایات بھی۔ کیونکہ یہ کتاب ہر طرح سے جامع ہے اور مختصر بھی۔ کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ۔ حجم ۱۸۴ صفحات مگر قیمت صرف ۱۲ رکھی ہے تاکہ ہر عام و خاص اسے خرید کر فائدہ اٹھا سکیں + (صاحبزادہ) **مرزا شریف احمد صاحب**۔ ناظر تجارت قادیان

یہ رسالہ ہر انگریزی مہینے کی پانچ تاریخ قادیان دارالامان ضلع گورداسپور سے شائع ہوتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مفت   مفت

نادر موقعہ

جلد منگا لیجئے

ڈاکٹر ایس کے. برمن کا
تحفہ
۱۹۲۷ء کی کافوری جنتری

امسال بھی مانند سالہائے گذشتہ ہر خاص و عام کے دلچسپ اور کار آمد بنانیکی غرض سے مزید اضافہ و شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کی اصلی رنگین تصویر کے ساتھ اعلیٰ درجہ کے چکنے کاغذ پر چھپی ہے، شائقین کے طلب کرنے پر مفت ارسال کیجائیگی۔

خاتمہ ہی کر کے چھوڑے گی

ڈاکٹر ایس. کے برمن کی بنائی دمہ کی دوا

استعمال کر کے مرض دمہ سے نجات حاصل کیجئے جس طرح دمہ کی طرح خطرناک دوسری بیماری نہیں ہے اسی طرح میری بنائی ہوئی دوا کے سوا دوسرا علاج بھی نہیں ہے یہ مرض کے جڑ تک پہنچکر فوراً ہی دباتی ہے کچھ دنوں کے استعمال سے دمہ جڑ سے جاتا رہتا ہے۔ اگر آپ اِس سے چھٹکارہ چاہتے ہیں تو اسے ضرور منگائیے۔

قیمت فی شیشی عہ/ ایک روپیہ آٹھ آنہ محصول ڈاک و پیکنگ ایک سے دو شیشی تک ۶/ چھ آنہ۔

ڈاکٹر ایس. کے برمن صیغہ نمبر ۱۰۲ - پوسٹ بکس ۵۵۴ - ۵ نمبر تارہ چند دت اسٹریٹ کلکتہ

ایجنٹ شیخ محمد وارث رحمت علی مرچنٹ گورداسپور